

کلیاتِ رہبرؔ

مولانا عبدالجبار رہبرؔ اعظمی

رہبر فاونڈیشن خالص پور، اعظم گڑھ

کلیات رہبرؔ

مولانا عبدالجبار رہبرؔ اعظمی

رہبر فاونڈیشن خالص پور، اعظم گڑھ

تفصیلات

نام کتاب	کلیاتِ رہبرؔ
شاعر	مولانا عبدالجبار خان رہبرؔ اعظمی
مرتب	ڈاکٹر ارشد اعظمی
صفحات	۲۴۸
طبع اول	اپریل ۲۰۱۵ء
ناشر	رہبر فاونڈیشن خالص، اعظم گڑھ
طباعت	اصیلہ پریس دہلی
کمپوزنگ	صلاح الدین نثار معروفی 9889036799
قیمت	Rs:250/-

ملنے کے پتے

- ادبی دائرہ، غلامی کا پورہ، عقب آواس وکاس کالونی، اعظم گڑھ
- رہبر فاؤنڈیشن۔ خالص پور۔ اعظم گڑھ۔ فون:9450283908

فہرست کتاب

غزلیں

نظم

☆☆☆

حرف آغاز

میرے والد مولانا **عبدالجبار خان** رہبؔر اعظمی علیہ الرحمہ کی شاعری کا کلیات شائع ہورہا ہے، جس میں ان کی غزلیں نظمیں اور نعتیہ کلام کے علاوہ کچھ قطعات بھی شامل ہیں۔

میرے والد نے اپنی شاعری کی شروعات نعت سے کی تھی اور ان کا یہ مجموعہ کلام ۱۹۵۵ء میں شائع ہوگیا تھا، بعد میں انھوں نے غزلوں اور نظموں کی طرف بھی توجہ کی اور ایک قادرالکلام شاعر کی حیثیت سے ان کی شناخت ہوئی، ان کے چند اشعار میں قارئین کی نذر کرنا چاہوں گا جس سے یہ اندازہ بخوبی ہوجائے گا کہ ان کی شاعری کس پائے کی تھی۔

الٰہی چھین لے میری بہاریں
کوئی غنچہ چٹک کر کہہ رہا ہے

اک نظر کا اثر اللہ رے
جس طرف دیکھتا ہوں وہی آگئے

گئی صورت گئی سیرت مگر دل اب بھی زندہ ہے
چھلکتا شیشۂ دل میں ہے تیرا نور روزانہ

کبھی وہ وقت تھا قدموں میں جب سارا جہاں دیکھا
کبھی یہ دن نہیں سنتا کوئی میری شکایت کو

ہوگیا سب کچھ جو ہونا تھا سہانی رات میں
یعنی حسن و عشق کا پورا ہوا ہر امتحان

آئے بولے نہیں دئے پھر چل پڑے
چار روزہ زندگانی دیکھ لی

آندھی اُٹھے پتنگے بھی مرجائیں باربار
پر مثلِ شمع دنیا میں روشن رہیں گے ہم

تری جدائی خزاں بن گئی تو یہ جانا
ہمارے گلشن ہستی کی تو بہار بھی تھا

جب فنا ہے تو ''میں'' کہاں رہبر
بات ہی واہیات ہے ''میں'' ہوں

حیدر کی نظر خالد کا دل مومن کے لئے درکار ہیں ہم
ہم اسوۂ نبوی کے عامل مشتاق جمال حور نہیں

حیف دو چار قدم چل کے وہ رہ میں بولے
کون جاتا ہے بھلا رہبر بدنام کے ساتھ

مانا کہ ہو نقاب میں پوشیدہ رو مگر
صورت تمہاری دل میں مرے بے نقاب ہے

اب بھی مجبور ہے مزدور و بنت مزدور
خون مظلوم سے جاری ہے چراغا ہونا

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں آئیں
وہ پھول کھِل کے رہیں گے جو کھِلنے والے ہیں

نہ دیکھ پائے نظر تو قصور کس کا ہے
ہر ایک خلق میں ہر شئے کے درمیاں ہیں رسول

ہونٹوں پہ نام دل میں تری یاد آنکھ نم
دامن ہو ہاتھ میں شہا اور بے خودی رہے

کلیات شائع کرنے میں میرے بھائیوں کے علاوہ میرے دیرینہ کرم فرما ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے طباعت واشاعت کے مرحلے میں بھرپور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سبھی کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

احقر

ارشد اعظمی

پیش لفظ

حضرت مولانا عبدالجبار رہبر اعظمیؒ ایک جامع کمالات شخص تھے، ان کا دائرہ کار وسیع اور متنوع ہے۔ قرآن وحدیث، فقہ وفتاویٰ، سیرت وسوانح اور شعروادب پر ان کی گہری نگاہ تھی خاص طور پر شعروادب سے ان کو بڑا گہرا لگاؤ رہا۔ مدۃ العمر دادسخن دی اور شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا جسے ان کے لائق فرزند جناب ڈاکٹر ارشد اعظمی سلیقہ سے مرتب کر کے کلیات رہبر کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

رہبر اعظمی کو زبان و بیان پر بڑی قدرت ومہارت حاصل تھی، اردو تو اردو عربی وفارسی زبان میں بھی انھوں نے طبع آزمائی کی جس کا نمونہ کلیات رہبر میں بھی ملے گا۔ کلیات رہبر اصلاً ان کے اردو کلام کا مجموعہ ہے۔ انھوں نے مختلف اصناف سخن میں داددی ہے۔ البتہ ان کی اصل جولان گاہ ان کی غزل گوئی ہے جس میں بڑی سادگی، صفائی اور شائستگی پائی جاتی ہے۔ چھوٹی بڑی ہر طرح کی بحروں میں انھوں نے غزلیں کہی ہیں اور ہر طرح کے موضوعات ان کے قلم رو میں شامل ہیں اور حق تو یہ ہے کہ شاعری کا حق ادا کر دیا ہے۔

رہبر اعظمی کی غزلوں کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہر طبقہ کے ذوق کا سامان ہے۔ روایتی حسن وعشق کی انھوں نے بڑی سچی تصویریں پیش کی ہیں اور اس انداز سے پیش کی ہیں کہ ذوق ووجدان پر اثر انداز ہو جاتی ہیں، وہ اپنے اشعار میں ڈوب کر سراغ زندگی پانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب وبامراد ہیں۔

امید ہے اہل ذوق کلیات رہبر سے اپنی تشنگی بجھائیں گے۔

۴؍اپریل ۲۰۱۵ء

محمد الیاس الاعظمی

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

✿

عید نور آئی ہے ہر طرف اجالا ہے
روئے شیخ نجدی ، پر آج سب سے کالا ہے

آمدِ شہِ دیں سے ٹوٹے بُت شیاطیں کے
ان کی ذاتِ والا سے حق کا بول بالا ہے

آپ اگر نہیں آتے ڈوب ہی گئی ہوتی
کائنات کی کشتی آپ نے سنبھالا ہے

ہر نبی مکرم ہے ہر رسول افضل ہے
ذات سب کی بالا ہے آپ کی دوبالا ہے

کر دیا مکمل دیں آخری ہے غالب ہے
کفر حق کے منہ کا اب صرف اک نوالا ہے

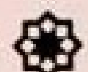
سر پٹکتا ہے شیطاں اوندھے گر رہے ہیں بت
نورِ حق زمانے میں آج آنے والا ہے

ہر صفت نرالی ہے ان کا مثل ناممکن
جن کی صورت احسن ہے جن کی سیرت اعلیٰ ہے

نور ہیں خدائی کے نور ہیں خدا کے بھی
ان کو دستِ قدرت نے نور ہی سے ڈھالا ہے

فخر بندگی جس کی زندگی ہوئی رہبر
ان کی پاک ہستی کا وصف سب نرالا ہے

☆☆☆



خدا کا فضل ہے رحمت کے آستاں ہیں رسول
جو سب پہ سایہ کناں ہے وہ آسماں ہیں رسول

زمیں خواں ہے زماں خواں ہے میزباں ہیں رسول
جو دیکھا عرش پہ تو رب کے میہماں ہیں رسول

یہ بحر و بر بھی یہ قلب و نظر یہ روح و جگر
یہاں وہاں جہاں دیکھو کہاں کہاں ہیں رسول

نہ دیکھ پائے نظر تو قصور کس کا ہے؟
ہر ایک خلق میں ہر شئی کے درمیاں ہیں رسول

وہ نورِ اول و آخر وہ باطن و ظاہر
نہاں ازل سے مگر ہر جگہ عیاں ہیں رسول

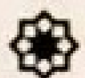
یہ کفر و شرک یہ ظلم و ستم یہ مکرو فریب
یہ سب ہیں ظلمت شب مہرِ درخشاں ہیں رسول

برائی نفرت و تفریق جہل و جور و غرور
عداوتوں کے جہاں میں بس اِک اماں ہیں رسول

خلوص و چاہت و انسانیت کی یکجہتی
محبت الفت و ایمان کی بھی جاں ہیں رسول

خدا بصیرتیں انسان کو بخش دے رہبؔر
زماں زماں ہیں رسول اور مکاں مکاں ہیں رسول

☆☆☆



ہو سلام آپ پر اے شہ بیکساں آپ کو رحمت حق بنایا گیا
شاہ لولاک بس آپ ہی کے لئے کائناتِ جہاں کو سجایا گیا
ہر پیمبر ہوئے صاحبِ مرتبہ میرے آقا مگر ایک تیرے سوا
کون ہے ناز کے سو سو انداز سے عرشِ اعظم کی جانب بلایا گیا
نور اول ترا نورِ آخر ترا ذرے ذرے میں جلوہ ترا ہے شہا
تو ہی ہے ابتدا تو ہی ہے انتہا تجھ کو مقصود فطرت بنایا گیا
تم کو محبوب رب جہاں نے کہا اُدنُ منی حبیبی کا مژدہ ملا
عرش و کرسی ہی کیا اور اس کے سوا تم کو معراج کی شب دکھایا گیا
غم کے ماروں کو بھی شہریاروں کو بھی دردمندوں کو بھی بے سہاروں کو بھی
بخشدیتا خدا پھر بھی لیکن شہا آپ کے در پہ سب کو بلایا گیا
ہم خطا کار ہیں ہم جفا کار ہیں ہم کو اقرار ہے ہم گنہ گار ہیں
کچھ بھی ہیں پر تمہارے ہی سرکار ہیں تم کو تاج شفاعت پنہایا گیا
ساری انسانیت کی تمہیں لاج ہو سارے نبیوں کے آقا ہو سرتاج ہو
میری قسمت کے ہر کل کا تم آج ہو، دست رحمت سے تم کو بنایا گیا
رہبر غمزدہ بس ترا ہے شہا اس کو در پہ بلا اور روضہ دکھا
واسطہ غوث کا دے کے کہہ دیں رضا تجھ کو جنت کا مژدہ سنایا گیا

☆☆☆

سلام بحضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

رہبر دو جہاں سلام ہادیٔ انس و جاں سلام
مونس بے کساں سلام چارۂ روح و جاں سلام

اصلِ مکاں ولامکاں باعثِ خلق ہر جہاں
زینتِ ہر زمیں زماں وارث ایں و آں سلام

عرش بریں کے آفتاب فرش زمیں کے ماہتاب
جلوۂ حق ہے بے نقاب غیب کے راز داں سلام

عقدہ کشائے لم یزل راہ نمائے ہر ملل
مشکل کشائے ہر خلل دین کے پاسباں سلام

مصدرِ نور وخیر وجود رحمتِ حق کا ہے ورود
برسے ہے عرش سے درود کرتی ہے کہکشاں سلام

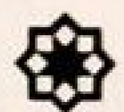
آپ کی ذات پاک ہے واقفِ رازِ کن فکاں
صبح ازل کی روشنی آپ ہیں بے گماں سلام

کشمکش حیات میں آپ کی یاد سے بہار
آپ کے ذکر سے ہے دور غم کی ہر اک خزاں سلام

سن رہے ہو اے شوق اگر طیبہ کو ہو ترا گزر
میری طرف سے پیش کر چوم کے آستاں سلام

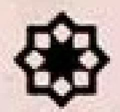
رہبؔر خستہ تنگ و خوار کرتا ہے عرض بار بار
آپ پہ جان ودل نثار رہبر مرسلاں سلام

☆☆☆



وہ آئے وہ آئے وہ آئے وہ آئے — دوعالم کے مختار تشریف لائے
نبی اور ہے کون ایسے حشم کا — شجر کیا حجر سب کو کلمہ پڑھائے
وہ نورِ خدا نور کی انجمن میں — سوئے عرش جائے خدا خود بلائے
نظام حیات جس نے انساں کو بخشا — وہ بندوں کو راہ خدا بھی دکھائے
ستم پہ ستم روز وشب قوم کرتی — مگر لب وہ لفظ اُف تک نہ لائے
جو مقصود ہیں کائناتِ جہاں کے — وہ محبوب رب بن کے تشریف لائے
وہ رحمت ہیں سارے زمانے کی بیشک — ہراک جاں پہ ہیں ان کی رحمت کے سایے
یہ کس کے گنہ گار پُل سے چلے ہیں — جہنم کا ہر شعلہ جن سے لجائے

وہی دل ہے بس لائق قدر رہبرؔ
جو ان کی محبت کی شمعیں جلائے



آقا مرے مولا میرے سردار تمہیں ہو — کعبہ مِرا قبلہ مِرا سرکار تمہیں ہو

تزئین کائنات کا سہرا ہے کس کے سر — شاداب جس سے آج بھی گلزار تمہیں ہو

کونین پہ قبضہ دیا قدرت نے تمہیں کو — ہے جس کا لقب احمد مختار تمہیں ہو

انساں کی غلامی دلِ انساں سے مٹا دی — اے خیرِ بشر قائد احرار تمہیں ہو

چھوڑا نہ کسی خوبیٔ اخلاق کو تشنہ — ہو شاہِ امم واقفِ اسرار تمہیں ہو

مولا کے بھی مولا ہوئے تم اے مرے مولا — مولا کی قسم سید ابرار تمہیں ہو

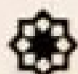
آدم کے لئے بھی یہی آدم کے لئے بھی — فریاد رس و مطلع انوار تمہیں ہو

وہ چاند نہیں جس میں کوئی داغ تمہیں ہو — وہ پھول نہیں جس میں کوئی خار تمہیں ہو

دیکھے تو خدا آئے نظر جس میں بشر کو — واللہ وہ آئینۂ دیدار تمہیں ہو

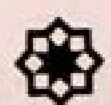
جب عقل نے پوچھا دلِ رہبر کا سہارا
ایماں نے دی آواز یہ ہر بار تمہیں ہو

☆☆☆



میرے پیمبر کی بات کیا ہے وہی تو ہیں تاجدار عالم
ہمارے رہبر کی بات کیا ہے وہی تو ہیں رہنمائے آدم
وہ ہیں خدا کے حبیب پیارے انھیں کے دم سے ہیں سب نظارے
وہی ہیں مجبوروں کے سہارے غریبوں کے غمگسار و ہمدم
میں ایک قطرہ ہوں وہ سمندر میں ایک کرن اور وہ شمس اکبر
سدا خدا کا سلام تجھ پر اے شمع بیتِ جناب ارقم
وہ راستی کا سبق پڑھایا خدا سے بندوں کو جاملایا
ہر ایک جاں پہ ہے ان کا سایہ چھڑک گئے رحمتوں کی شبنم
ہمارے مولیٰ ہمارے آقا وہی تو ہیں دوجہاں کے داتا
ابد کے بینا ازل کے دانا لٹاتے ہیں نعمتیں جو ہردم
خدا کی شانِ کرم یہی ہیں ہم عاصیوں کا بھرم یہی ہیں
نشاں وآنِ حرم یہی ہیں رہے گا دائم انھیں کا پرچم
انھیں کا ذکر ہم کئے ہوئے ہیں انھیں کے صدقے جئے ہوئے ہیں
انھیں کی یادیں لئے ہوئے ہیں صفا ہو مروہ کہ چاہِ زمزم
خلیل کے دل کی وہ دعا ہیں ذبیح کی روح کی صدا ہیں
مسیح کا اصلِ مدعا ہیں خدا کے ہیں وہ رسول اعظم
ہیں آپ رہبر کے ایک ملجا تمام امت کے آپ ماویٰ
دعا کریں اب سے میرے آقا کہیں نہ ہو آپ کا یہ سرخم
یہ مسلم نیم جاں تمہارا جہاں میں کوئی نہیں سہارا
بہت ادب سے تمہیں پکارا کہ اب زمانہ ہوا ہے برہم

☆☆☆



میرے آقا حبیب ربِّ زمن — آپ کی ذات سے بہار چمن
ان کی رحمت کی مل گئی چادر — آج ہے سب کے سر پہ سایہ فگن
آپ سے ہست وبود سب کا وجود — آپ روزِ ازل کی پہلی کرن
آپ کے سر ہے تاجِ لولاکی — آپ جانِ جہاں ہیں جانِ چمن
آپ ایسے ہیں فخر جود و وجود — بھر گیا کائنات کا آنگن
ان کے آنے سے ہر بہار آئی — ان کے دم سے ہرا ہرا گلشن
کیوں نہ دُھلتے ہمارے گردِ گناہ — ان پہ برسا کئے تیرے ساون
تیرے اخلاقِ کریمانہ سے — بن گئے دوست جو بھی تھے دشمن
ہیں حبیب خدا مِرے آقا — ان پہ قربان میرا تن من دھن
ہر نبی صاحبِ فضیلت ہیں — آپ ہیں ذات حق کا اِک درپن

پیشِ رب حشر میں جو ہو رہبر
ہاتھ میں ہو فقط ترا دامن

☆☆☆

انجمن مظہر حق مبارک پور کے ارکان مولانا محمد احمد مصباحی بھیروی کا خط لے کر برائے تضمین آئے جسے مشاعرہ۔عزیز ربانی مرحوم جون پور میں پڑھنا تھا۔

مصرع طرح تھا:

''عمر کو بھیج دے یارب زمین اقصیٰ پر''

سلام رب کا ہو محبوب رب اعلیٰ پر
درودِ فضل و کرم آل پر صحابہ پر

وہ لوگ جن کو خدا نے کہا ہے حزب اللہ
کیا نثار متاعِ حیات آقا پر

جو آسمانِ ہدایت کے سب ستارے ہیں
ہے ہالہ جن کا سدا ماہتاب بطحا پر

نقوش جن کے قدم کے نشانِ منزل ہیں
جو ثبت ہیں دلِ مومن پہ اور صحرا پر

انھیں کے فیض سے ہے کائنات فرش میں رنگ
انھیں کا تذکرہ ہوتا ہے عرشِ بالا پر

ہر ایک شمعِ رسالت کی ضو سے روشن تر
خدا کی رحمتیں نازل ہوں ان کے شیدا پر

ہوا ہے دین پہ حملہ چہار جانب سے
ضلالتوں کی ہے یلغار اپنی دنیا پر

یہود اہلِ ہنود اور پھر یہ آلِ سعود
مصیبتوں کا ہے انبار قوم تنہا پر

قتیبہ غرب میں اور شرق ابن قاسم کو
عمر کو بھیج دے یارب زمین اقصیٰ پر

بہار اپنے چمن میں خدائے رہبر دے
فرشتے کہتے ہیں آمین اس تمنا پر

☆☆☆

O

زندگی گر نہ تیری دیتی ساتھ، زندگی اعتبار کھودیتی
میری دھرتی کے چپے چپے میں غیریت اپنا زہر بودیتی
تیری رحمت تو عام ہے آقا پر مقدر ہے ظرف کی بات
بے نصیبی یہ بولہب کی تھی ورنہ سارے گناہ دھودیتی
ظلم تو سب پہ ہوئے بیش و کم پر جو تم پر ہوئے آقا ستم
روحِ بوجہل دیکھ لیتی اگر ہے یقیں مجھ کو وہ بھی رو دیتی
نفرتوں سے بھری پُری دنیا کاش اپناتی تیری سیرت کو
اِک لڑی میں محبتوں کے طفیل ساری انسانیت پرودیتی
یہ جہاں اک بہشت بن جاتا شرط صرف ایک ہے میری فطرت
تیری الفت ہر ایک انساں کے روح و دل میں اگر سمودیتی
کاش ارماں یہ پورا ہوجاتا رہبرؔ بے ہنر پہنچ جاتا
آستاں پر ترے مرے آقا، تیری رحمت سہارا جو دیتی

☆☆☆

○

مولا مری زبان میں اتنا تو دے اثر
فریاد جو کروں تو شہِ دیں کو ہو خبر

دیکھا مری نگاہ نے تخلیقِ بحر و بر
جن و بشر سے پہلے نظر آئے بوالبشر

اللہ جانے مرتبہ شاہِ بحر و بر
سدرہ ہے جس کی رفعتِ منزل کی رہ گزر

آئیں جو آپ عرض کروں میں بچشم و سر
یہ جان ہے یہ روح ہے یہ دل ہے یہ جگر

اس آستانِ ناز پہ جس کا ہوا گزر
بیشک ہے خوش نصیب مقدر ہے اوج پر

بن کر ترے غلاموں کی میں خاکِ پا تجھے
ڈھونڈا کروں دیارِ محبت میں عمر بھر

دیدارِ حق سے اب تو مقدر سنوار دیے
میری شبِ حیات کی ہونے کو ہے سحر

بس اک جھلک کے واسطے اٹکی ہوئی ہے جاں
مشتاقِ دید ہے کسی عاشق کی چشمِ تر

جنت نما وطن ہے جہنم کی راہ پر
نظرِ کرم ادھر بھی کہ حالات ہیں دگر

مطلع میں شک یہ کیسا تھا نادان راہبر
ہر چیز کی خبر انھیں واللہ ہے خبر

ا

اُمی لقب عالی نسب فخرِ عرب نازِ عجم
محبوبِ رب ہے جس سے سب ہے جسکا سب شاہِ امم

ہیں رحمۃ للعالمین سلطانِ دیں نورِ مبیں
زینت دہِ ہر آن و ایں ہیں آپ کے نقشِ قدم

اے شاہد کون ومکاں اے رازِ دارِ کُن فکاں
وجہِ زمین وآسماں اے علتِ حِلّ و حرم

اے فاتحِ ہر بحر و بر اے نازشِ ہر خشک و تر
اے ہادیٔ جن و بشر زیبائشِ لوح و قلم

اے ابتدا، اے انتہا جانِ وفا شانِ خدا
اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ اے قاسمِ کنزِ نِعَم

قدرت کے نقشِ اولیں فطرت کے ہو ناز آفریں
بالا نشیں عرشِ بریں سارے ملائک ہیں خَدَم

اے رہبرِ دنیا و دیں اے پیشوائے مرسلیں
پہلی امانت کے امیں اے ظلِ رب نورِ اتم

تم جان ہو لولاک کی اور شان عرشِ پاک کی
عزت ہو فرشِ خاک کی قرآن نے کھائی قسم

فضل خدا کیا شان ہے سیرت تیری قرآن ہے
کیا رُعب والی شان ہے کہ گر پڑے سارے صنم

اے گل بدن نازِ چمن شیریں سخن جس کے دہن
محبوبِ ربِّ ذو المنن کو ہم کلامی دم بدم

جس پر کرم فرمادیا منزل اسے دکھلا دیا
راز خودی سمجھا دیا ٹوٹا اَنا کا ہربھرم

رہبرؔ غلامِ در ترا شیدائے غوث و شہ رضا
ان کے وسیلے سے شہا اس پہ بھی ہو لطف و کرم

☆☆☆

○

عشقِ رسولِ پاک مِری زندگی رہے
ان سے لگی ہے جو یہ ہمیشہ لگی رہے

جس پر نگاہِ لطف وعنایت بنی رہے
سر پر ہمیشہ چادرِ رحمت تنی رہے

یارب ہرا بھرا چمن قادری رہے
ہر پھول پر نکھار رہے تازگی رہے

طاعت کو جس پہ فخر ہو وہ ہو نصیب میں
نازاں ہو جس پہ بندگی وہ بندگی رہے

دارین میں بس ایک تمنا ہے روح کی
کچھ بھی نہ ہو تو غم نہیں حُبِّ نبی رہے

جو سینہ کہ ہو امین حُبِّ حبیب کا
ممکن نہیں کہ اس میں ذرا تیرگی رہے

سارا زمانہ مجھ سے خفا ہو بلا سے ہو
نظرِ کرم بس آقا تمہاری بنی رہے

اک بوند آپ کی جو ملے تشنہ کام کو
تا بعدِ حشر بھی اسے آسودگی رہے

ہونٹوں پہ نام دِل میں تِری یاد آنکھ نم
دامن ہو ہاتھ میں شہا اور بے خودی رہے

اپنا بنا کے آپ نے یہ حوصلہ دیا
امیدوارِ لطف ہر اِک اُمتی رہے

امت جو اُن کی راہ پہ ہو دل سے گامزن
یہ بے کسی رہے گی نہ یہ بے بسی رہے

رہبؔر بھی ہے نگاہِ کرم کا امیدوار
خیرات اس پہ آل کی اصحاب کی رہے

O

انبیاء آرہے تھے زمانے سے
منزلِ دل ملی ان کے آنے سے

لذتِ عشق و دیوانگی شئی ہے کیا — پوچھ دیکھو نبی کے دیوانے سے
اس لئے جشنِ میلاد کرتے ہیں ہم — رحمتِ حق ملی اس بہانے سے
ان کو آنا تھا کُل کائنات آگئی — سب چلا جائے گا ان کے جانے سے
عاشقو! ان کو پانے کی کوشش کرو — رب کو پاجاؤگے ان کو پانے سے
کل بھی تھے آج ہیں کل رہیں گے وہی — بھیک مانگو اسی آستانے سے
ظلمتیں مٹ گئیں روشن عالم ہوا — دہر میں نورِ حق جگمگانے سے
عائشہ بی نے دیکھی جھلک نور کی — کھوئی سوئی ملی مسکرانے سے
رازِ ہفت آسماں کھل گیا عقل پر — عرش تک میرے آقا کے جانے سے

روحِ انسان رہبر پریشان تھی
منزلِ دل ملی ان کے آنے سے

○

نہیں کوئی مثیل آقا تمہاری بے مثالی کا
نہ حسنِ خوش جمالی کا نہ وصفِ خوش خصالی کا
خدا معطی ہے تم قاسم ہو قدرت کے خزانوں کے
تو پھر کیسے رہے خالی بھلا دامن سوالی کا
نہیں کوئی مماثل ہے نہ ہوگا رہتی دنیا تک
تری گفتارِ شیریں کا ترے کردارِ عالی کا
علی نے کی نمازِ عشق ادا سورج پلٹ آیا
یہ ادنیٰ سا کرشمہ ہے تری شانِ جلالی کا
اٹھی انگشتِ الفت چاند نے شق کردیا سینہ
جہاں نے دیکھا یہ بھی معجزہ شانِ جمالی کا
یہاں ہو رحمتِ عالم وہاں بھی بخشش پیہم
کہ ان سے حال جا پوچھے کوئی وصفِ نوالی کا
مقدر ساتھ دے دے تو مری معراج ہوجائے
نظارہ ہو اگر مولا ترے روضے کی جالی کا

گواہی دشمنوں نے دی صداقت کی امانت کی
بیاں کیا وصف ہو آقا تری صفتِ نرالی کا
زمانہ ہوگیا لیکن بدل اب تک نہیں کوئی
نہ آوازِ بلالی کا نہ فلسفۂ غزالی کا
خدا کا شکر ہے رہبرؔ کہ تو بھی خوش عقیدہ ہے
اندھیری دور ہے تجھ سے مقدر ہے اجالی کا

○

اے رسولِ خدا سلامٌ علیک، پیارے خیرالوریٰ سلامٌ علیک
خلق کے پیشوا سلامٌ علیک دین کے رہنما سلامٌ علیک
اک اندھیرا گھٹا ٹوپ ہے یہ جہاں آپ بدرالدجیٰ سلامٌ علیک
قبر ہے اک شب تار کیا غم کہ آپ ہوں گے جلوہ نما سلامٌ علیک
حشر میں عدل فرمائے گا جب خدا، نفسی نفسی کا عالم جو ہوگا بپا
خلق ڈھونڈے گی دامانِ پاک آپ کا، کہہ کے صلِّ سلامٌ علیک
پیار سے رب تعالیٰ یہ فرمائے گا تیری اُمت کی سب بخش دوں گا خطا
اب تو سجدے سے معصوم سر کو اٹھا اے مرے مصطفیٰ سلامٌ علیک
کیا صفی و نجی کیا خلیل و ذبیح کیا کلیم و نبی کیا رسول و مسیح
سب الیٰ غیری کہہ دیں گے تیرے سوا اے حبیب خدا سلامٌ علیک
آپ شمعِ ہُدیٰ ہیں چراغِ حرم آپ کے دم سے ہے کل وجود و عدم
اے مسیح عرب اے طبیب عجم شانِ ربّ العلا سلامٌ علیک
آئے جب آمنہ بی کی آغوش میں آ گیا تب یہ سارا جہاں ہوش میں
حور و غلماں ملک بول اٹھے جوش میں پیارے نورِ خدا سلامٌ علیک
اپنے معصوم قدموں سے محبوبِ رب ہر گنہ گار کو ڈھونڈتے ہونگے جب
تب پکارے گی مخلوق رب سب کی سب سب کے مشکل کشا سلامٌ علیک

آمنہ بی کے گھر آئے خیر البشر شانِ رب دیکھ کر بولے جن و بشر
اے شہِ بحر و بر مالکِ خشک و تر مجتبیٰ مصطفیٰ سلامٌ علیک
کیا شجر کیا حجر شام ہو یا سحر بولتی رہ گزر ہو سلام آپ پر
پیارے خیر البشر رب کے پیغام بر خلق کے رہنما سلامٌ علیک
آپ کے نورِ انور سے پھوٹی کرن روشنی ہوگئی ہر صحن در صحن
جگمگا اٹھی دنیا کی ہر انجمن آپ سب کی ضیا سلامٌ علیک
رہبؔر غمزدہ آپ کا ہے گدا صدقہٗ شاہِ جیلاں طفیل رضا
مانگتا ہے سدا اس کو کر دو عطا بحر جود و سخا سلامٌ علیک

○

ایسا جہان میں کوئی پیغامبر نہیں
مُہرِ پیمبری تو کسی پشت پر نہیں

ایماں کے دعویدارو! خدا کے حضور میں
بے حُبّ شاہِ دین ذرا معتبر نہیں

معراج نے بتایا مقامِ محمدی
روح الامین کا بھی وہاں پر گزر نہیں

مانگے جو دل سے بندہ وسیلے سے آپکے
بیشک حضورِ حق وہ دعا بے اثر نہیں

آقا ہمارے دنیا میں بے شک بشر تو ہیں
اُن سا مگر زمانے میں کوئی بشر نہیں

ہر دل انھیں کو مانے گا مقصودِ کائنات
ناآشنائے لذتِ ایماں اگر نہیں

خود رَہ بتائے منزلِ مقصود بھی دکھائے
ایسا زمانے بھر میں کوئی راہبر نہیں

اُن پر عظیم فضلِ خدا ہے منافقو!
کیا آیتِ خدا کی بھی تم کو خبر نہیں

سب خوبیوں سے رب نے مکمل کیا انہیں
ہاں عیب و نقص کی رسائی مگر نہیں

رہبرؔ ثنائے آقا میں رطب اللسان رہ
حالات سے وہ تیرے ذرا بے خبر نہیں

☆☆☆

○

اے رحمت تمام تری ذات پر سلام — اے ہادئ انام تری ذات پر سلام

مـا یَنطِقُ سے ہے یہی ثابت کلامِ حق — بیشک ترا کلام تری ذات پر سلام

تیرے نثار آج بھی ہر شرق و غرب پر — جاری ہے فیضِ عام تری ذات پر سلام

بیساختہ ہر ایک مصیبت میں آئے ہے — ہونٹوں پہ تیرا نام تری ذات پر سلام

میخانۂ الست ہو یا بزمِ عرش ہو — بٹتا ہے تیرا جام تری ذات پر سلام

تیرا ہوں اور تیرا رہوں گا سدا شہا — اوروں سے کیا ہے کام تری ذات پر سلام

دنیا و آخرت کا سہارا ہے تیری ذات — اے رہبرِ انام تری ذات پر سلام

یہ فرش و عرش و کرسی و لوح و قلم شہا — ہر جا ہے تیرا نام تری ذات پر سلام

یہ نام حرز جاں ہے ہر ایمان والے کا — اس نام سے ہے کام تری ذات پر سلام

الفت سے تیری چھلکے ہیں کوثر و سلسبیل — ساغر شہا مدام تیری ذات پر سلام

اِک تیرے عشق نے کیا دنیا سے بے نیاز — ہر شئ کو اب سلام تری ذات پر سلام

تو نے پلایا فیض سے غوث و رضا کے جو — گردش میں ہے وہ جام تری ذات پر سلام

سایے میں غوث کے ہوا حاضر قبول کر

رہبرؔ ترا غلام تری ذات پر سلام

یہاں تم ہو وہاں تم ہو عیاں تم ہو نہاں تم ہو
بنائے دوجہاں ہو اور سرّ کن فکاں تم ہو

تمہارے دم سے ہے آقا وجودِ جزو کل باقی
بہارِ گلشنِ ہستی ہو راز این و آں تم ہو

تمہارے نور کی ہے جلوہ سامانی ہر اک شئ میں
کہ زیبِ ہر مکاں تم ہو مکینِ لامکاں تم ہو

نہ تھے کون ومکاں تب بھی تمہارے نور کی ضَو تھی
ہراک کھیتی پہ جو برسا کیا وہ آسماں تم ہو

طریق میزبانی ہے کہ دل مہمان کا خوش ہو
شب معراج شاہد ہے کہ حق کے میہماں تم ہو

سبھی ہیں طالب مرضئ حق وہ ہے ترا طالب
حبیبِ رب اکبر میرے آقا بے گماں تم ہو

خدا کی راہ اور اس تک رسائی کے لئے بیشک
ازل سے تا ابد ہر گام پہ واضح نشاں تم ہو

جو منکر ہے حضوری سے وہ غافل ہے شعوری سے
کہ تکتا رہ گیا ناموسِ اکبر بھی جہاں تم ہو

تمہاری ذات لاثانی تمہاری ہر صفت یکتا
کہ حامد اوراحمد ہو محمد رب کی شاں تم ہو

کوئی پیاسانہ لوٹا آج تک دربار اقدس سے
عطا جودوسخا بخشش کے بحر بیکراں تم ہو

کرے کیوں فکر محشر رہبؔر بیکس مرے مولا
انیسِ بیکساں تم ہو شفیع عاصیاں تم ہو



○

گلستانِ جہاں میں جب حبیبِ کردگار آیا
ہر اِک ذرّہ پکار اٹھا کہ اب جانِ بہار آیا

ہر آنے والے سے باغِ جہاں میں اِک اُبھار آیا
ترے آنے سے آقا سارے عالم پر نکھار آیا

پریشاں روح ہو اُٹھی نہ دل کو جب قرار آیا
تمہارا نام آقا لب پہ میرے بار بار آیا

ترے بدخواہ کو اللہ نے دشمن کہا اپنا
جسے اپنا کہا تم نے خدا کو اس پہ پیار آیا

ہر اِک ذلت سے آلودہ تھی یہ انسانیت لیکن
ترے آنے سے پیشانی پہ انساں کی وقار آیا

چمن زارِ جہاں آسودگی نہ دے سکا دل کو
ہوئی معراجِ دل جب سامنے تیرا دیار آیا

وہ عفو عام یوم فتح دیکھا جب زمانے نے
ہر اِک انسان بولا نائب پرودگار آیا

شب معراج سے لوٹے جو تاجِ سروری لے کر
ہوا اِک غلغلہ دیکھو جہاں کا تاجدار آیا

خزاں وفصلِ گل کا سلسلہ مدت سے جاری تھا
تری آمد سے شاہا دائمی ابرِ بہارآیا

یہ دل تڑپا نظر روئی ہے جسم و روح پر لرزہ
بتاؤ عاشقو! اب سامنے کس کا مزار آیا

تری آمد بروز حشر یہ مژدہ سنائے گی
گنہ گارو! مبارک شافعِ روزِ شمار آیا

یہ رہبرؔ پُر خطا ہے بے نوا ہے آپ کا بندہ
یقین عفو لے کر شرمسارو! اشکبار آیا

○

پیشوائے اُمم شمعِ طاق حرم اے مرے مصطفیٰ تیری کیا بات ہے

تم طبیبِ عرب تم مسیحِ عجم میرے مشکل کشا تیری کیا بات ہے

ہر جہاں میں تمہارا ہی بس راج ہے، دونوں عالم تمہارا ہی محتاج ہے

تیرے ہاتھوں میں آقا مری لاج ہے، میرے رب کی عطا تیری کیا بات ہے

ہم گنہ گار ہیں ہم خطا کار ہیں، پنجۂ غیر کے اب گرفتار ہیں

آپ محبوب ستار وغفار ہیں، عیب پوشِ گدا تیری کیا بات ہے

تیرے آگے مری کتنی اوقات ہے، نام تیرا مگر لب پہ دن رات ہے

رحمتِ دو جہاں بس تری ذات ہے، شانِ جود و سخا تیری کیا بات ہے

تم کو معصومیت سے سنوارا گیا، تم پہ قرآں مکمل اتارا گیا

تم کو یٰسین و طٰہٰ پکارا گیا فضل بے انتہا تیری کیا بات ہے

حشر میں شان دیکھے گی خلق خدا جب سنے گی یہ فرمانِ ربِ العلا

جو ہے تیری رضا وہ ہے میری رضا اے مرے مجتبیٰ تیری کیا بات ہے

آیت والضحیٰ تیرے رُخ کی ضیاء اور والیل ہے تیری زلف سیاہ

کہہ گئیں عائشہ کہ کلامِ خدا سب ہے تیری ادا تیری کیا بات ہے

جو کہو گے تو ہوگی سماعت ابھی مانگ کر دیکھ میری سخاوت ابھی

ہوگی مقبول تیری شفاعت ابھی اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

رہبرؔ غمزدا بھی ہے بندہ ترا، زیرِ ظلِ شاہِ غوث الوریٰ

صدقۂ اولیاء در پہ لیجے بُلا میرے مشکل کشا تیری کیا بات ہے

☆☆☆

○

ادب گاہے محبت میں جنوں کا بھی گذر ہوگا
کوئی دیوانہ ہوگا اور مدینہ کا سفر ہوگا

ادائے بے نیازی بھی تبسم ریز ہوگی جب
جہاں سب باخبر ہوں گے وہاں اک بے خبر ہوگا

اُدھر اصحابِ ثروت ہوں گے جن پر فرض حج ہوگا
ادھر اِک عاشق دیگر کہ جو بے مال وزر ہوگا

شعور و عقل و دانش دیکھیں گے اس وقت حیرت سے
جہانِ فکر و آگاہی بھی جب زیر و زبر ہوگا

حرم ہوگا نگہہ کے سامنے آقا کا گھر ہوگا
جبیں جب فرش پر ہوگی جنوں تب عرش پر ہوگا

وہ صحرا جس کا ہر ذرّہ امینِ عشق و الفت ہے
وہی آنکھوں کا سرمہ نورِ مازاغ البصر ہوگا

وہ معراجِ نگاہ و قلب یعنی گنبدِ خضرا
جو ہوگا روبرو کیا حالِ روح و چشم تر ہوگا

وفادارانِ حق پر شاہدِ عادل اُحد وادی
شہید عشق حمزہ کا تصور ہم سفر ہوگا

مقامِ بدر یعنی پہلا میداں حق و باطل کا
شہیدانِ وفا کا حوصلہ پیغامبر ہوگا

محبت ہی محبت ہوگی رہبر ہر گلی کوچہ
ہمیں اپنی کہانی ہوں گے درمیاں نہ نامہ بر ہوگا

یہ کون آج کعبے میں تشریف لایا، زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
ہے رحمت کا بادل ہر اِک سمت چھایا، زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
ہواؤں میں خنکی فضائیں معطر ،درود وسلام آج ہے ہرزباں پر
یہ احسان اور تیری رحمت خدایا زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
ولادت کے گیت آج حوروں نے گائے،فرشتوں نے میلادی نغمے سنائے
ہوا جلوہ گر آمنہ بی کا جایا زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
صداقت عدالت سخاوت شجاعت، خلافت امامت شہادت ولایت
شریعت طریقت زمانے نے پایا زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
دوعالم کی رحمت وہ جانِ محبت ہے نورِ رسالت وہ اصلِ نبوت
بشارت شفاعت کی ہمراہ لایا، زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
مسیح عرب ہیں طبیب عجم ہیں یہ محبوبِ رب ہیں فرشتے خدم ہیں
یہ شاہِ حرم ہیں نہیں جن کا سایا، زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
وہ قاسم ہیں ان پر خدا کی عطا ہے یہ سارا زمانہ انھیں کا گدا ہے
خدا نے انھیں خاص نائب بنایا زمیں جگمگائی فلک جگمگایا
ترا مدح خواں رہبؔر پر خطا بھی سیہ کار امیدوارِ عطا بھی
رہے سر پہ بس کالی کملی کی چھایا زمیں جگمگائی فلک جگمگایا

☆☆☆

○

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

سیدانس وجان ہیں، رہبر ہر زمان ہیں
شاہد ہرمکان ہیں، رب کی نرالی شان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

کون ومکاں کے وہ امام، فخر رسل فخرانام
ان پہ درود اور سلام، نازوعزِ قرآن ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

طٰہٰ ہیں اور یٰسین ہیں رحمتِ عالمین ہیں
حق کے نورِ عین ہیں، دین ہیں وہ ایمان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

نائب مالک جلیل، ذات خدا کی ہیں دلیل،
مقصد آدم وخلیل، بے شک وہ خود قرآن ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

بندوں کو رب کو بھاگئے، سدرہ پہ جاکے آگئے
ہر دل کو وہ لبھاگئے، کیا خوب میہمان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

نور ہیں وہ نورِ خدا، روز ازل کی ہیں ضیاء
سارے جہاں کے مقتدا، خلق کے میزبان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

آپ ازل سے ابتدا، اور ابد کی انتہا
آپ پہ جان و دل فدا، ان سے ہی دین قرآن ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

طور تلک کوئی گیا، چوتھے فلک کوئی رہا
ایسے قریب کون تھا، جیسے کہ دو کمان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

معدن جودت وسخا، کانِ مروت و وفا
لاریب رب کی ہیں عطا، ہر کان کی وہ کان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ، شمع حرم شمع ہدیٰ
یعنی محمد مصطفیٰ، ہادیٔ انس و جان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

وہ ہیں حبیب کبریا، ان کی عطا رب کی عطا
ان کی رضا رب کی رضا، حق کے وہ پاسبان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

ذات مقدس اور کریم، ہیں صاحب خُلق عظیم
یعنی رؤف اور رحیم، امت پہ مہربان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

ہیں وہ بنائے ہر بنا، ان کے لئے ہی سب بنا
شان ہے لولاک نما، ان سے ہی سب جہان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

حق نے انھیں عطا کیا، علم غیوب وماورا
حد ہے کہ خود بھی نہ چھپا، ایسے وہ غیب دان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

آپ ہیں بندگی کی حد، اور ہیں نائب احد

روز ازل سے تاابد، جلوۂ ہرزمان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

رہبر مرسلین ہیں، ختم النبیین ہیں،

شافع مذنبین ہیں، حشر کے دن امان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

آئے ہیں آپ کے غلام، لیجئے صلوٰۃ وسلام

پڑھتے رہیں یہی مدام، حاضرِ آستان ہیں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

رہبرؔ غمزدا حضور، آپ کا ہے گدا حضور

دو صدقۂ رضا حضور، سنت کے جو نشان ہیں۔

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

☆☆☆

○

میں بھی کہتا ہوں بشر ان کو مگر
سب سے افضل بوالبشر خیر البشر

آیتِ تحویلِ قبلہ ہے گواہ
ہیں وہ محبوب الٰہی سر بسر

رب نے فرمایا ہے عَلَّمَهُ الْبَيَان
جس کی وسعت میں ہیں سارے خشک و تر

اس پہ فضل اللہ علیک ہے مزید
جس کے سائے میں ہیں جملہ بحر و بر

اہل ایماں سب ہیں جس سے باخبر
بے خبر کہتا ہے لیکن بے خبر

انا ارسلناک شاہد جس کی ذات
سب پہ ہے اس کی گواہی مُعتبر

ہر پیمبر صاحبِ عزت ہیں پر
رحمتِ عالم کا ہے تاج ان کے سر

کتنا اعلیٰ ہے مقامِ احمدی
جبرئیلِ پاک کے جلتے ہیں پر

شیخِ نجدی سر پٹکتا رہ گیا
سب فرشتے جھوم اٹھے میلاد پر

بس تمنا ایک ہے رہبر یہی
ہو مِرا سر ایک دن اس خاک پر

O

اے مصدرِ جود وکرم ، میرے نبیؐ محترم
تیرے لئے لوح وقلم میرے نبیؐ محترم

اخلاق میں اطوار میں گفتار میں کردار میں
بے مثل ہو رب کی قسم میرے نبی محترم

ہے کون محبوبِ خدا ہے کون حق کا آئینہ
تیرے سوا شاہِ امم میرے نبیؐ محترم

غیب و شہادت کے امیں اللہ کے نورِ مبیں
فخرِ عرب نازِ عجم میرے نبیؐ محترم

ہنستا ہے کفر ہر آہ پر اس امتِ گمراہ پر
ٹوٹا ہے پھر کوہِ الم میرے نبیؐ محترم

تم ہو عطا ہم ہیں خطا تم بادشاہ اور ہم گدا
سن لو صدا مٹ جائیں غم میرے نبیؐ محترم

کس سے کہیں حالِ دروں بوسینیا ہے غرقِ خوں
ناقابلِ گفتہ ستم میرے نبیؐ محترم

ملت کا یہ حالِ زبوں ماضی سے بھی اب ہے فزوں
ماتم کناں ، یروشلم میرے نبیؐ محترم

بہر علی شیر خدا رب سے کرو اب تو دعا
تنگ آ نہ جائیں جاں سے ہم میرے نبی محترم

صدیق کی شانِ وفا دیدو عمر کا دبدبہ
عثمان کا صبر اتم میرے نبی محترم

اصحاب سا دو حوصلہ اسلاف سا ہو ولولہ
ہو بچہ بچہ یلدرم میرے نبی محترم

خلفِ سلف کہلائیں ہم آفاق پر چھا جائیں ہم
اسلام کا لے کر علم میرے نبی محترم

کیسے بھی ہوں جور و جفا توفیق دے ہم کو خدا
ثابت رہیں اپنے قدم میرے نبی محترم

تقویٰ بھی ہو ایمان بھی باقی رہے پہچان بھی
نہ خوف ہو کوئی نہ غم میرے نبی محترم

رہبرؔ گدا تم پہ فدا دیتا صدا بہر خدا
مٹ جائیں سب جور و ستم میرے نبی محترم

○

وہ صاحب کوثر ہیں شہ جود وعطا ہیں
ہم ان کے گدا اُن کے گدا اُن کے گدا ہیں

دل جان سے جو لوگ یہاں ان پہ فدا ہیں
اللہ کے نزدیک وہی زندہ سدا ہیں

آتی ہیں نظر جو جدا قرآن کی آیات
در اصل وہ محبوب کی ایک ایک ادا ہیں

مخلوق تو لولاک کی مرہونِ کرم ہے
وہ خود نہ خدا ہیں نہ خدا سے وہ جدا ہیں

جو اُن کی رضا ہے وہی معبود کی مرضی
اللہ خفا اس سے ہے وہ جس سے خفا ہیں

حامد بھی ہیں محمود بھی احمد بھی محمد
سچ پوچھو تو خالق کی وہ خود حمد وثنا ہیں

ہر لمحہ کیا آپ نے جاں رب کے حوالے
وہ جانِ وفا مرکزِ تسلیم ورضا ہیں

وہ ایسے سخی ہیں کہ نہیں لب پہ نہیں ہے
رب دیتا ہے قاسم ہیں وہی کانِ سخا ہیں

دنیا ہو کہ برزخ ہو قیامت ہو کہ میزان
ہر جا مرے غم خوار وہ محبوبِ خدا ہیں

رہبر مرا دارین میں کیوں کر نہ بھلا ہو
جب ان کے چہیتوں میں مرے غوث و رضا ہیں

○

ترا رُخ ہے مہر جلال میں وہی ماہِ نو ہے جمال میں
نہیں کوئی ثانی تیرا شہانہ شریک کوئی کمال میں

تیرا سایہ تک نہ ہمیں ملا کہ تو حدِّ عقل سے ہے ورا
نہ رسائی فکر و شعور کی نہ احاطہ وہم و کمال میں

تجھے رب نے مرتبہ وہ دیا کہ عطا کی کان بنادیا
نہ کمی ہے جو دونوال میں نہ نہیں جوابِ سوال میں

نہیں ہوگا مثل کوئی تیرا تری ذات کا نہ صفات کا
نہ مثیل کوئی مثال میں نہ نظیر ماضی وحال میں

جسے رب نواز دے فضل سے ترا عشق دل میں اتار دے
نہ قریب آئے گی گمرہی نہ پھنسے لعین کے جال میں

ترا بندہ رہبؔر پرخطا ترے ٹکڑوں پہ ہی پلا صدا
اِسے اپنے در پہ بُلا شہا نہ ہو دیر زیادہ وصال میں

☆☆☆

○

نہ تو یہ زمیں رہے گی نہ یہ آسماں رہے گا
مگر ان کا ذکرِ اقدس تو زماں زماں رہے گا

نہ تھے وہ تو کچھ نہیں تھا نہ ہوں وہ تو کچھ نہ ہوگا
ہے انھیں کے ہونے سے سب جو یہاں وہاں رہے گا

کرو تم طلب رضائے شہِ دینِ اہلِ ایماں
وہ جو مہربان ہوں گے خدا مہرباں رہے گا

وہ شبِ عروج و رفعت گئے سوئے عرش حضرت
کہا حق نے خاص خلوت میرا میہماں رہے گا

سُن اے موہنِ رسالت تو ہے عیب جوئے قدرت
ترا کیا بچے گا ایماں ترا دیں کہاں رہے گا

اسے خوف ہے نہ غم ہے نہ تو فکرِ بیش وکم ہے
وہی وارثِ ارم ہے جو بھی مدح خواں رہے گا

نہ ہوں وہ تو سن لے رہبؔر نہ ہو خشک اور نہ ہو تر
نہ ہو بحر اور نہ ہو بر نہ ہی یہ جہاں رہے گا

O

سرورِ سروراں سلامٌ علیک　　ہادیٔ انس و جاں سلامٌ علیک

نورِ کون و مکاں سلامٌ علیک　　چارۂ بیکساں سلامٌ علیک

ہادیٔ دوجہاں سلامٌ علیک　　رہبرِ رہبراں سلامٌ علیک

باعثِ خلق صرف آپ کی ذات ہے　　مقصد این و آں سلامٌ علیک

گمرہوں کو بھی راہِ ہدایت ملی　　رہبرِ دوجہاں سلامٌ علیک

دی شہادت یہ معراج کی رات نے　　رب کے ہیں میہماں سلامٌ علیک

آپ کی قدر انسان کیا کر سکے　　حق ہے خود قدرداں سلامٌ علیک

ہم سے کیا ہو ادا مدح خوانی کا حق　　ہے خدا مدح خواں سلامٌ علیک

آپ کے واسطے یہ سجائی گئی　　کائناتِ جہاں سلامٌ علیک

کیوں نہ ہم بھیجیں کہ بھیجتا ہے سلام　　خالقِ انس وجاں سلامٌ علیک

ہم گنہ گاروں کے آسرا حشر میں　　شافعِ عاصیاں سلامٌ علیک

آپ نے آکے مایوسیاں دور کیں　　راحتِ روح و جاں سلامٌ علیک

ایسا رتبہ خدا نے دیا آپ کو　　زیرِ پا کہکشاں سلامٌ علیک

آپ مخلوق ہیں آپ مولود ہیں　　آپ ہیں رب کی شاں سلامٌ علیک

سدرۃ المنتہیٰ جس کی منزل ہوئی — بے خطر بے گماں سلامٌ علیک

جس کے آنے پہ دھرتی کو وجد آ گیا — جھوم اٹھا آسماں سلامٌ علیک

نطق وحیِ الٰہی ہے جس ذات کا — حق کے ہیں ترجماں سلامٌ علیک

آپ شمس الضحیٰ آپ بدرالدجیٰ — آپ نورِ جہاں سلامٌ علیک

آپ خیرالوریٰ آپ نور الہدیٰ — کیف امن واماں سلامٌ علیک

آپ ختم الرسل آپ مولائے کل — خلق کے پاسباں سلامٌ علیک

قوم وملت کے ہیں آپ ہر دور میں — کشتی کے نگہباں سلامٌ علیک

چاند شق ہوگیا سورج الٹا پھرا — ایسی خالق کی شاں سلامٌ علیک

اے کہ تصدیق کو دیدی اللہ نے — پتھروں کو زباں سلامٌ علیک

علم کس کو ملا عالم الغیب سے — مایکونُ و کاں سلامٌ علیک

زندہ تابندہ قرآن بخشا گیا — معجزہ ہر زماں سلامٌ علیک

رحمتوں برکتوں نعمتوں کا سدا — ایک سا ہے سماں سلامٌ علیک

از ازل تا ابد ہر جگہ ہر جہاں — آپ کا شامیاں سلامٌ علیک

حق کے پیغام کے یعنی اسلام کے — رہبر کارواں سلامٌ علیک

جا وہ جبریل کی بھی رسائی نہیں — آپ کا ہے مکاں سلامٌ علیک

آپ کی ذات اور نور ہر جا عیاں — پَر حقیقت نہاں سلامٌ علیک

جس کا صدقہ بھی ہیں یہ زمین وزماں — سب چنین و چناں سلامٌ علیک

ہست کی ابتدا کس کی ہستی ہوئی — نور کس کا یہاں سلامٌ علیک

برزخ و حشر میں روشنی آپ کی | شمعِ روشن وہاں سلامٌ علیک

دوڑے آئے شجر بول اٹھے حجر | ایسی تاب و تواں سلامٌ علیک

غازیوں کی نگاہوں نے انگشت سے | دیکھا چشمہ رواں سلامٌ علیک

اک خطا اک عطا اک فنا اک بقا | یہ کہاں وہ کہاں سلامٌ علیک

رنج و غم و الم ہوں کہ جور و ستم | غمگسارِ دلاں سلامٌ علیک

جس کو دنیا نے ٹھکرا دیا اس کے بھی | آپ ہیں قدرداں سلامٌ علیک

اک نظر ہوگئی سب مجاہد بنے | جو بھی تھے نیم جاں سلامٌ علیک

مردوں کو زندگی اور پائندگی | جی اٹھے خستہ جاں سلامٌ علیک

اے حیات النبی شرحِ لولاک میں | کون ہے جانِ جاں سلامٌ علیک

آپ سے کل جہاں آپ سے جسم و جاں | آپ سے ایں و آں سلامٌ علیک

دین و ایمان ہیں رب کا احسان ہیں | اقرب از روح و جاں سلامٌ علیک

تاجِ عزت و آں شرف عالی نشاں | جس کے شایان شاں سلامٌ علیک

آپ محبوبِ رب آپ رحمت لقب | ہے خدا مہرباں سلامٌ علیک

جملہ مغموم و مجبور انسانوں کو | آپ نے دی زباں سلامٌ علیک

سب نے حق مان کر اپنا حق پالیا | جو بھی تھے بے زباں سلامٌ علیک

یہ زمین و زماں یہ چنین و چناں | آپ سے این و آں سلامٌ علیک

صاف ظاہر ہے ما ینطق سے شہا | کون ہے ہم زباں سلامٌ علیک

کیا شجر کیا حجر، انس و جاں جانور | سب سمجھتے بیاں سلامٌ علیک

ساری مخلوق نے جس کی سمجھی زباں اے فصیح اللسان سلامٌ علیک
سخت پتھر دلوں پر اثر ہوگیا اے بلیغ البیاں سلامٌ علیک
حق کے ہیں ترجماں سلامٌ علیک نازِ ایں فخرِ آں سلامٌ علیک
ظالموں، قاتلوں کو معافی ملی رحمتِ دوجہاں سلامٌ علیک
جہل کو علم سے ظلم کو رحم سے بدلا کیا ناگہاں سلامٌ علیک
رفعت وشاں علو سوچ کر تھک گئے عقل و فکر و گماں سلامٌ علیک
میں فدا جاؤں آبا و اجداد سے اقربا خانداں سلامٌ علیک
مجھ گنہ گار پر یہ کرم ہوگیا حاضرِ آستاں سلامٌ علیک
یارِ دیگر کرم کی تمنا کیے ہیں یہ آنسو رواں سلامٌ علیک

جذب بڑھتا رہے عرض کرتا رہے
رہبرؔ خستہ جاں سلامٌ علیک

○

میخانۂ جنوں سے جب اک جام لے لیا
رحمت نے بڑھکے مجھ کو ہراک گام لے لیا

جبریل نے بھی سر کو ادب سے جھکا لیا
میں نے رسولِ پاک کا جب نام لے لیا

دے کر شہیدِ عشق نے جاں آفرین کو
اعلیٰ ترین زیست کا پیغام لے لیا

جو بد نصیب دور ہوا شاہِ دین سے
دوزخ لیا ہمیشہ کا آلام لے لیا

وہ فائز المرام ہوا راہِ شوق میں
جس نے خمارِ عشق سے کچھ کام لے لیا

عشق بلالی کی یہ کرامت تو دیکھئے
رحمت نے بڑھ کے بندۂ بے دام لے لیا

رہبرؔ فدائے شاہِ امم کے کھلے نصیب
جنت ملی ہمیشہ کا آرام لے لیا

○

جس کسی کو تیری رحمت کا سہارا نہ ملا
سو جتن کر کے بھی ڈوبا وہ کنارا نہ ملا

نہ عبادت نہ ریاضت ہی کوئی کام آئی
جس کو دامن مرے سرکار تمہارا نہ ملا

جو تمہارا وہ ہمارا ہے یہی حق نے کہا
وہ ہے شیطان جسے محبوب ہمارا نہ ملا

حشر میں رحمتِ حق کس کو ملی اور نجات
جب تلک مرضیٔ آقا کا اشارا نہ ملا

نورِ رب اول و آخر ہے انھیں کی ہستی
نورِ اول کا کسے جگ میں اُتارا نہ ملا

جسکو تم مل گئے بیشک ہے وہی روح سعید
وہ شقی ہے جسے اللہ کا پیارا نہ ملا

دیدۂ شوق نے سب دیکھا نہ آسودہ ہوا
گنبدِ خضریٰ کا جب تک کہ نظارا نہ ملا

تیری خوش بختی ہیں والنجم کے سائے رہبؔر
وہ ہے بدبخت جسے رب کا ستارا نہ ملا

آپ کی جلوہ نمائی سے زمانہ بھر گیا — آپ کی مشکل کشائی سے زمانہ تر گیا

عمرو و خالد اور عمر فاروق کی سیرت گواہ — موم ہوکر رہ گیا نزدیک جو پتھر گیا

قرنی وحبشی جنید وغوث وخواجہ ورضا — ہوگیا جاوید ان کے عشق میں جو مر گیا

طالبانِ نور حق کو نار کا کیا خوف ہو — نور والوں کو جو دیکھا خود جہنم ڈر گیا

رحمتِ حق نے لیا بڑھ کر اسے آغوش میں — ان کا عاشق جب قریبِ داورِ محشر گیا

اُنکے در کی حاضری لاریب ہے سند نجات — مرحبا جو بھی قریبِ روضۂ اطہر گیا

ان کی راہِ پاک میں جو بھی گیا بہتر گیا — دل گیا کہ جاں گئی آنکھیں گئیں یا سر گیا

اس جہانِ رنج وغم میں تب ملی اس کو پناہ — اُس گلی لاأقسم میں جب دل مضطر گیا

یوں لگا جب ان کے در پہ رہبرؔ مضطر گیا
جیسے پردیسی بڑی مدت پہ اپنے گھر گیا

○

آپ ہیں فخرِ ہست و بود آپ سے ہے کل بہار ہے
آپ کی ذات کا وجود مظہر کردگار ہے

اَوروں کے ہونگے اور بھی میرے بس ایک آپ ہیں
آپ سے ہے یہ زندگی آپ پہ جاں نثار ہے

آپ کی راہِ ناز پر چھوڑ دی کشتیِ حیات
آنے دیں یا ڈبو دیں اب آپ کو اختیار ہے

رب نے یہ دیں ہدایتیں آپ کے صدقے اور طفیل
ٹھہرے تو ساحلِ مراد ڈوبے تو بیڑا پار ہے

کھائی کلام پاک نے ذات و صفات کی قسم
خالق کائنات کو آپ سے کتنا پیار ہے

آپ کا حسن لاجواب شاہد عدل ہے کتاب
آپ کی زلف لیل ہے آپ کا رُخ نہار ہے

بوسۂ پا کو عرش یوں گویا ہوا شبِ عروج
آیئے جلدی آیئے، آپ کا انتظار ہے

جو دل ہے آپ پر فدا اس کو نہ خوف ہے نہ غم
ذکرِ خدا سکون ہے یادِ نبی قرار ہے

آپ ہیں نور آپ کے چاہنے والے نور ہیں
آپ سے جو الگ ہوا خوار وُقودِ نار ہے

☆☆☆

○

آپ شمس الضحیٰ آپ بدرالدجیٰ میں غلام آپ کا آپ خیرالوریٰ
میں بڑا پُرخطا آپ بحرِ سخا میں بڑا پُرجفا آپ اصلِ وفا
پر یہ نسبت ہی میرے لئے کم ہے کیا ہوں گدا آپ کا اُمتی آپ کا
آپ کے دم سے ہے زندگی کا بھرم، آپ کی ذات مقصودِ ہر مدعا
آپ فخرِ اُمم آپ نورِ خدا آپ شمعِ حرم آپ شمعِ ہدیٰ
اس سے بڑھ کر بھلا وصف ہو اور کیا آپ کا خود ہے مداح سب کا خدا
آپ ہیں مبتدا آپ ہیں منتہا آپ ہیں مجتبیٰ آپ ہیں مصطفیٰ
اللہ اللہ رے آپ کا مرتبہ، ایک بندہ گیا سدرۃ المنتہیٰ
آپ کو لے کے رفرف جو آگے بڑھا، رب کا ناموس بھی دیکھتا رہ گیا
آپ نے اُدنُ منی کا مژدہ سنا حق نے خاص آپ کو ایسا رتبہ دیا
علم و فضل کیا عزت و شرف کیا ہر طرح آپ کو سب سے اعلیٰ کیا
آپ پر میری جاں سو دفعہ ہو فدا عرش پہ تھا یہ کیا فرش پر کیا ہوا
ظلم سہتے رہے ظلم ہوتا رہا، پھر بھی معصوم لب دے رہے تھے دعا

انکو توفیق دے معرفت کی خدا، انکی آنکھوں کو مولا مرے کر دے وا

مجھ کو پہچان لیں تجھ کو مانیں سدا، میں ترا تو مِرا تو مِرا میں ترا

ہر پریشان دل ہر زماں بول اٹھا تیری سیرت ہے آقا سہارا مِرا

رب نے دیں نعمتیں کل مگر آپ کا زندگی بھر رہا فرش اِک بوریا

سب کو دیتے رہے لیکن اپنے لئے فقر فخری کی راہوں کو اپنالیا

سارے عالم کو دی روشنی آپ نے بیت اقدس میں لیکن جلا نہ دیا

○

جھوم اٹھے سن کے گل گلشن و باغباں لب پہ جب شاہِ عالم کا نام آ گیا
سامنے حالیاں دل میں آقا نہاں پھر تو جوش جنوں میرے کام آ گیا
حشر میں پیاس سے آئی باہر زباں ہم پکار اٹھے آ وشہِ انس و جاں
بحر رحمت سے موجیں اٹھیں ناگہاں سب کے ہاتھوں میں کوثر کا جام آ گیا
باپ ماں بن کوئی بن گیا ہے بشر پاک مریم سے کوئی ہویدا مگر
سب سے افضل ہوا آمنہ کا کنور سارے نبیوں کا بن کر امام آ گیا
چاند اپنے حمل میں نکلتا رہا شمس رفتار پر اپنی چلتا رہا
چاند شق ہو گیا سورج الٹا پھرا جب وہ طیبہ کا ماہِ تمام آ گیا
تیری نظرِ کرم کے ہیں مشتاق ہم التجا ہے برس جائے ابر کرم
اے طبیب عرب اے مسیح عجم آج اسلام پہ وقت شام آ گیا
مالکِ بحر و بر چھوڑ کر تیرا در رہبر بے ہنر جائے آقا کدھر
ہو کرم کی نظر اس پہ خیر البشر در پہ آقا تمہارا غلام آ گیا

○

جو وحی الٰہی وہ لب آپ کا ہے | جو قہرِ الٰہی غضب آپ کا ہے
خدا جانے کیا مرتبہ آپ کا ہے | کہ یٰسین مزمل لقب آپ کا ہے
انا النور کل الخلائق نوری | عجب نور و نوری نسب آپ کا ہے
ہیں محبوبِ رب کل جہاں ملک میں ہے | زمیں آسماں یعنی سب آپ کا ہے
تفکر تحیر ہے لاحق جہاں کو | ہر اک معجزہ بس عجب آپ کا ہے
وہ ہیں میرے مالک تعجب یہ کیسا | عجم آپ کا ہے عرب آپ کا ہے
ہے وقتِ قضا دل ہے وقف تمنا | اِدھر اک نظر جاں بلب آپ کا ہے
جو توہین مولائے کل میں ہے راغب | وہ مردود نجدی ہے کب آپ کا ہے

ملائک سے کہتے سنا ہے یہ رہبرؔ
یہ بندوں میں بندۂ عجب آپ کا ہے

○

خالقِ کل کے نائب اکبر صلی اللہ علیک وسلم
بندۂ مولا خلق کے سرور صلی اللہ علیک وسلم

زینتِ آدم نازشِ موسیٰ ابن خلیل ومژدۂ عیسیٰ
حسن میں یوسف آپ سے کمتر صلی اللہ علیک وسلم

نوح کے صاحب شیث کے نائب اصل میں ہر جا دہر میں غائب
یعقوب ایوب یوشع کے رہبر صلی اللہ علیک وسلم

زلفِ معنبر بولے معطر چہرۂ انور چاند سے بڑھ کر
حسن مجسم عشق کے پیکر صلی اللہ علیک وسلم

نُصرت غربا قوتِ ضعفا قدرتِ ادنیٰ طاقتِ اولیٰ
پریم کے رسیا امن کے خوگر صلی اللہ علیک وسلم

فخرِ امیراں نازِ غریباں آسِ یتیماں محسنِ انساں
شانتی امن و دیں کے پیمبر صلی اللہ علیک وسلم

شمسِ رسالت قمرِ نبوت شمعِ ہدایت نجم کرامت
انسانیت کے پیغمبر صلی اللہ علیک وسلم

پائے قرینہ عرش کا زینہ آپ کا سینہ نوری خزینہ
عرش کے رہرو فرش کے رہبر صلی اللہ علیک وسلم

مٹ گئی ظلمت دور ضلالت چھپ گئی بدعت ہل گئی ردّت
آپ ہوئے گھر جب جلوہ گستر صلی اللہ علیک وسلم

ہادیٔ دنیا شافعِ عقبیٰ مغنی و داتا مالک وملجا
فرشِ زمیں پر ٹاٹ کا بستر صلی اللہ علیک وسلم

قاسم نعمت عارفِ وحدت قلب سلامت فطرت رحمت
حلم وحیا جھکتے ہیں قدم پر صلی اللہ علیک وسلم

قلب مجلّٰی ذہن معلّٰی دین مُزکی جسم مصفّٰی
قاصد مولا آپ کے در پر صلی اللہ علیک وسلم

رحمتِ عالم نور مجسم قائد اعظم ناصحِ عالم
اعلیٰ و اعظم اکمل و برتر صلی اللہ علیک وسلم

محرمِ قادر قاصد غافر جگ کا مسافر نازلِ آمر
چاہے اجازت آپ کے گھر پر صلی اللہ علیک وسلم

دن اور راتیں رہبرؔ نعتیں ان کی صفتیں ان کی باتیں
قدرتِ انسانی سے ہیں باہر صلی اللہ علیک وسلم

آپ کے در کا سائل رہبرؔ رب فرماتا ہے لا تَنْهَرْ
اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر صلی اللہ علیک وسلم

○

رُخِ حضور کا کوئی جواب کیا ہوگا
ہزار چمکے مگر ماہتاب کیا ہوگا
وہ حسن جس نے ہر اک شی کو روشنی بخشی
مقابل اس کے بھلا آفتاب کیا ہوگا
جو جھوم کے میں پڑھوں گا سلام حشر کے دن
فرشتے بول اٹھیں گے حساب کیا ہوگا
جو گنبد خضریٰ دیکھ لے ''وہ جنت میں''
بتاؤ اس سے بھی بڑھ کر ثواب کیا ہوگا
بروزِ حشر گنہ گار امتوں کے لئے
حضور کے سوا اور انتخاب کیا ہوگا
حضور نور کو معراج میں صدا آئی
اتارو بشریت کا نقاب کیا ہوگا
حضور رہبؔر ناچیز کی بھی سن لیجے
نہیں تو جانے یہ خانہ خراب کیا ہوگا

○

تموج آگیا جب بحرِ وحدت کے کناروں میں
وہ دراِیک عرب ظاہر ہوا رحمت کے دھاروں میں

نہیں آتی تخیل میں نہ جنت کی بہاروں میں
جو شیرینی ہمیں ملتی ہے ان کی رہ گزاروں میں

کہاں وہ روشنی ہے آسماں کے ماہ پاروں میں
درخشانی جو ظاہر ہے وہاں کے ریگزاروں میں

نکاتِ آسماں اب تک نہ سمجھی فلسفی دنیا
جسے سرکار نے حل کردیا تھا چند اشاروں میں

جنھیں لطف آگیا ذرات طیبہ پر مچلنے کا
انھیں کیا لطف تارے دیں بھلا اپنے نظاروں میں

انھیں کا نظم ہے جو چین دے سکتا ہے کچھ اس کو
جو دیوی امن کی حیراں ہے ان جوری دیاروں میں

وہ تھے میرے ہی قومی میکدے کے میکشوں میں تھی
جو ہے اب تک ترقی یافتہ قومی خماروں میں

وہی ہے نائبِ شیر خدا مولا کا اِک بندہ
کبھی تنہا عبادت میں کبھی واحد ہزاروں میں

نہیں کچھ فکر دامن گیر حشر میں ہم کو
جو رہبر ہم ملوث جسم طیبہ کے غباروں میں

☆☆☆

○

معلنِ حق سے ولایت کی خبر ہوتی ہے
سونے والو اٹھو پر نور سحر ہوتی ہے

عظمتِ سیدابرار جتانے کے لئے
ان کی میلاد بھی اللہ کے گھر ہوتی ہے

نور سے ان کے منور ہے زمین اور زماں
جو ت اٹھتی ہے جدھر ایک نظر ہوتی ہے

نور کے دھبوں سے ہی ماند ہے تاروں کی ضیاء
جو شعاع اٹھتی ہے وہ رشکِ قمر ہوتی ہے

تخم سے ہوتی ہے امید کی کیاری ورنہ
ثمرِ امید وہی شاخ شجر ہوتی ہے

مالک کون و مکاں قائم کنز رحماں
آتے ہیں حالتِ ابلیس دگر ہوتی ہے

ہمرہِ قافلہ تجھ کو وہ ملا ہے ہادی
جس طرف رکھ دے قدم راہ گزر ہوتی ہے

سنیت جھوم اٹھی نجدیت نرغے میں ہے
شبِ میلاد ہے اور نوری سحر ہوتی ہے

عاشقِ سیدعالم کو نہ مجنوں کہنا
بے خبر ہو کے بھی ہر شئی کی خبر ہوتی ہے

کس کی آمد ہے کہ کونین کی ہر شئی ہے فدا
زلف پہ شام تو عارض پہ سحر ہوتی ہے

ہر حیات اور فنا کا وہی رہبر ہوگا
جس بشر پر نگہِ خیرِ بشر ہوتی ہے

☆☆☆

ولادت کی سحر کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے
جہاں دیکھو وہیں پہ روشنی معلوم ہوتی ہے
ہماری عید ہے یہ عید احسانِ خداوندی
رُخِ سنت پہ دیکھو تازگی معلوم ہوتی ہے
فرشتوں نے کہا اہل زمیں تم کو مبارک ہو
کہ آدم کی جبیں میں روشنی معلوم ہوتی ہے
ستارے چاند سورج آج ہنستے ہیں مچلتے ہیں
زمیں کی ہر کوئی شئی جھومتی معلوم ہوتی ہے
گل وقمری وبلبل سب مشترک جیسے ہوئے بے خود
نجوم آسماں میں تیرگی معلوم ہوتی ہے
لو انوار و علوم راہِ حق کی یوں ہوئی بارش
زمیں خشک وظلمت اب ہری معلوم ہوتی ہے
ملائک جن و انس حیواں مئے حب نبی پی لیں
کسی کے ظرف میں اب بھی کمی معلوم ہوتی ہے

جنابِ شیخ نجدی کچھ تو اظہارِ تمنا ہو
رخِ زیبا پہ کیسی بیکلی معلوم ہوتی ہے

ہمارے عزم کی زندہ مثالیں دیکھ لو لوگو!
کسی کے چہرے پر افسردگی معلوم ہوتی ہے

خدا ہی دے ہدایت حاسدوں بدخواہ لوگوں کو
ہمیں تو بندگی میں زندگی معلوم ہوتی ہے

دکھاؤں کس طرح رہبرؔ جو منظر تھا ولادت کا
کہ روح و قلب سب پہ بے خودی معلوم ہوتی ہے

○

غنچے بھی چٹک اٹھے کلیوں کو ہنسی آئی
جب بھی کبھی طیبہ سے پیغام صبا لائی

یثرب سے ہوا طیبہ بطحا کے کھلے گلشن
قدموں سے مدینے میں جب ان کے بہار آئی

معراج میں اے آقا حور و ملک و غلماں
سب آکے ہوئے تیرے جلوے کے تماشائی

شیطاں نے کہا مردہ قرآں نے صدا یہ دی
ہے پیارے ہی کے دم سے یہ انجمن آرائی

اللہ پہ بھروسہ تھا آقا کا سہارا تھا
کشتی میری طوفاں سے ٹکرا کے پلٹ آئی

آقا تیرے رہبؔر کے ارماں ہو کبھی پورے
مدت سے لئے دل میں ہے شوق جبیں سائی

○

پھر مجھے طیبہ کی گلیوں کا خیال آنے لگا
خود کو جیسے روضۂ اقدس پہ میں پانے لگا

یاد آتا ہے کبھی بطحا کی وادی کا سفر — صف بہ صف سبزہ کھجوروں کا دھیان آنے لگا
وہ نسیم صبح طیبہ روح و دل کی زندگی — تازگی آسودگی کا پھر مزہ آنے لگا
غرب ہے پیارا حرم تو شرق دیوارِ بقیع — میں کھڑا ہوں اور میرا قلب تھرانے لگا
کوئی مجھ کو کاش پہنچا دے مدینہ میں ابھی — ذکر دنیا سے میرا دل اب تو گھبرانے لگا
کاش کہتا کوئی قاصد چل بلاتے ہیں شہا — کیوں فراقِ شاہ والا تجھ کو لرزانے لگا
اے شہا سن لو میری فریاد کو للہ اب — میں پہنچ کر یہ کہوں طیبہ نظر آنے لگا

کہتے تھے تارے بہت رہبؔر کی عاصی چشم سے
الوداع کہتے ہوئے جب ہند کو آنے لگا

○

طیبہ کی گلی پوچھو جنت کی بہاروں سے
اس جاکے بگولوں کو پرکیف نظاروں سے

اس راہ کے ذرّوں کو ہاں صاف بتائیں گے
گرقدر کبھی پوچھو افلاک کے تاروں سے

اس سے بھی بڑی طاقت کیا دیکھے گا او منکر
ہیں شمس و قمر چلتے معمولی اشاروں سے

چلتی ہے مری کشتی طوفانِ حوادث میں
اللہ کے بھروسے پر آقا کے سہاروں سے

اے مسلم خوابیدہ کچھ عقل وخرد کی سن
کس طرح سجا طیبہ شہداء کے مزاروں سے

مسلم کا وہ بازو ہے یا طاقت غیبی ہے
یہ بات ذرا پوچھو تم نیل کے دھاروں سے

امواجِ حوادث میں کشتی کو ہوکیا خطرہ
طوفانوں سے کھیلے ہیں غرقابی کے دھاروں سے

سمجھوگے نہیں مجھ کو اے میرے حریفو تم
کھیلا کیا اکثر میں تلواروں کی دھاروں سے

بطحا کے مِرے آقا للہ کرم ہم پر
مایوسی ٹپکتی ہے مسجد کے مناروں سے

رہبؔر بھی غلام ان کا ارمان لئے بیٹھا
پیغام کوئی کہہ دے ان ناقہ سواروں سے

○

خاکِ طیبہ پہ عقیدت سے جو سر رکھتا ہے
بے خبر ہو کے بھی ہر شیٔ کی خبر رکھتا ہے

ہر جگہ جلوۂ سرکار نظر آئے گا
دیکھ لے دِل سے اگر تو بھی نظر رکھتا ہے

فرش تا عرش ہے کل زیرِ نگیں مولا کے
اتنی قوت وہ فقط ایک بشر رکھتا ہے

انکے رُخ پہ وہ صفائی ہے کہ سورج دوڑے
اپنے سینے میں تو کچھ داغ قمر رکھتا ہے

اِک مہینے کی مسافت پہ لرزتے ہیں قلوب
میرا آقا تو وہ کملی میں اثر رکھتا ہے

کر تو فریاد سنے گا ترا آقا اے دل
سارے عالم کی وہ آن خبر رکھتا ہے

اسداللہ سیف اللہ کے خطابات ملیں
جو بھی ان کے لئے بازو پہ سپر رکھتا ہے

جھک جا بے چوں وچرا بس اسی در پر رہبؔر
دل سے ہاں حب نبی تو بھی اگر رکھتا ہے

خوش ہوا اے رہبؔر عاصی کہ تو مقبول ہوا
سچ بتا کون سا گر اور ہنر رکھتا ہے

○

طیبہ میں گر قوت لاتی ہے قضا میرے لئے
گویا آئے گی فنا بن کر بقا میرے لئے

وہ اگر اپنے ہوئے تو جان لو اے دوستو!
یہ جہاں میرے لئے فضلِ خدا میرے لئے

حشر سے زاہد مجھے اتنا ڈراتا ہے تو کیوں
کیا نہیں واقع ہوا ہے کربلا میرے لئے

پھر وہ جنت دے کہ دوزخ رب کی مرضی کے نثار
میں ہوں راضی وہ جزا دے یا سزا میرے لئے

اس لئے ہی دونوں عالم مانگتے ہیں یا حبیب
اک نظر مولا ادھر کردو عطا میرے لئے

آپ کی بس اک رضا دونوں جہاں کی خوشنودی
شکر ہے اللہ کا احمد رضا میرے لئے

اے دل بے صبر ان کے در پہ جھک جا بے خطر
خاک بن جا تو تو ہوجائے جلا میرے لئے

ان کے در کی خاک مل جائے اگر رہبرؔ مجھے
دونوں عالم میں بنے گی خود شفا میرے لئے

☆☆☆

○

مانتا ہوں بہ ظاہر سہارا نہیں   کیا وہ طیبہ کا والی ہمارا نہیں
ہر کلی پھول میں ان کا نورِ حسیں   پھر کہو وہ کہاں آشکارا نہیں
مانگ لو بحر جود و سخا ہیں نبی   یہ وہ دریا ہے جس کا کنارا نہیں
اس طرح ماہِ طیبہ ہوا جلوہ گر   گویا افلاک پر کوئی تارا نہیں
ان کے ادنیٰ غلاموں کا وہ مرتبہ   بادشاہوں کا واں تک گزارا نہیں
انکی رہ میں بھی شیطاں کے رخنے پڑے   پر وہ ہمت تھی میری کہ ہارا نہیں
جان اپنی چلی جائے پروا نہیں   ان کی توہین ہو یہ گوارا نہیں
آج طیبہ سے اب تک نہ لوٹی صبا   تونے دل سے انھیں کیا پکارا نہیں

سن لے رہبرؔ محبت ہے اصل الاصول
بے محبت انہیں کوئی پیارا نہیں

O

محمد مصطفیٰ آئے محمد مصطفیٰ آئے
مٹانے ظلمتیں دنیا کی یہ نورِ خدا آئے

انھیں کے آسرے سے ہے رواں اسلام کی کشتی
اسی کشتی کے بن کر اس جہاں میں ناخدا آئے

ضلالت سے بچایا دین وایماں خوب پھیلایا
جہاں میں مرحبا صل علیٰ نورالھدیٰ آئے

یتیموں ، بیکسوں کے اور سارے تاجداروں کے
سبھی کے آسرا بن کر یہاں وہ باخدا آئے

ہماری مشکلیں بھی حل ہوئیں آقا کی آمد سے
کہ سارے عاصیوں کے بن کے وہ مشکل کشا آئے

ہے کوئی جو مکمل نعت کا دعویٰ کرے تیری
جھکایا سب نے سر جو بھی یہاں مدحت سرا آئے

تمہاری شان کے لائق تمہاری مدح کس سے ہو
کہ جب رب جہاں خود ہی تمہاری مدح فرمائے

تقاضا ہے دل و روح ونظر کا اب یہی رہبر
وہیں پر چل جہاں وہ رونق ارض وسما آئے

☆☆☆

○

دِکھادے الٰہی دیارِ مدینہ
کہ ہر آن ہوں میں نثارِ مدینہ
ہے گلہائے باغِ جہاں سے بھی بہتر
جو دیکھے کبھی جاکے خارِ مدینہ
کبھی خدا کو نہ مقابل میں لاوٗ
ہے اس سے بھی بڑھ کر بہارِ مدینہ
ہیں اچھے چمن کے جہانِ چمن سے
درِ پاک و نقش و نگارِ مدینہ
کرادے خدا اس کا دیدار اس کو
ہو جو کوئی یارب نثار مدینہ
جو پہنچوں کبھی میں مدینہ میں مولا
مَلوں خاک پاکِ مزارِ مدینہ
بلالو سگِ درتمہارا ہے رہبر
کہ یہ بھی ہے اک غمگسارِ مدینہ

○

دونوں عالم کے داتا کے در پہ چلو کام بگڑا ہوا سب سنور جائے گا
ان کا بندہ جو دل سے ہوا جان لو بابِ جنت میں وہ بے خطر جائے گا
گر کوئی بیچ گرداب میں آ پھنسے یا نبی کی صدا دل سے پیدا کرے
اس کو گرداب کیا عین غرقاب سے خود بخود لیکے دریا اتر جائے گا
اِنمَا قاسمٌ کا اشارہ ہے یہ دونوں عالم میں بس اک سہارا ہے یہ
مانگ لو جو بھی ہو در تمہارا ہے یہ پھیلا دامن مرادوں سے بھر جائے گا
ہم گنہ گار ہوں گے پریشان جب کچھ نہیں چل سکے گی وہاں تاب تب
بڑھ کے سلّم کہیں گے جو شافع لقب امتی پل کے پل میں گزر جائے گا
دونوں عالم کی نعمت انھیں کے ہے در کنجیاں دی گئیں سب انھیں سر بسر
جو کہے وہ ہیں بے کار وہ بے بصر بے شک و شبہہ نارِ سقر جائے گا
خود خدا نے کیا وعدہ یُعطِیک کا یعنی دونوں جہاں کا شہنشہ کیا
یہ ہے قرآن کی آیت بتاؤ ذرا منکر و بدزباں اب کدھر جائے گا
یارسولِ خدا ایک بندہ ترا رہبرؔ اعظمی در بدر پھر رہا
اس کو طیبہ دکھادیں بلا کر شہا ورنہ ممکن ہے یوں ہی گزر جائے گا

☆☆☆

جو عاشقانِ رسولِ خدا ہیں بے غم ہیں
جو منکرانِ نبوت ہیں موردِ غم ہیں

بدی میں ڈوبے ہیں بد ہیں نہیں کوئی نیکی
مگر یہ ہم کو یقیں ہے کہ آپ کے ہم ہیں

بھلا حقیقتِ آقا بشر یہ کیا جانے
کہ جبرئیل نہ جانے جو اُن کے محرم ہیں

خدا ہی جانے حقیقت ہمیں تو حکم ہے یہ
خدا کے بندے ہیں آقا رسولِ اکرم ہیں

مگر معاذ اللہ گمرہوں کو کیا کہیے
لکھیں کہ ہم سے بھی اعمال میں وہ کم کم ہیں

خدا بچائے رسولِ خدا امان میں لیں
کہ ہم ہیں ان کے ہمارے نبی اعظم ہیں

کبھی ہمیں بھی درِ پاک پر بُلا لیتے
ہماری آنکھیں اسی غم میں آج پرنم ہیں

نہ خوف کر نہ کوئی غم جہان میں رہبؔر
کہ تیرے آقا تو مشکل کشائے عالم ہیں

○

جو بھی چھوڑے محمد کا دامن — ہو یقیناً خدا اس کا دشمن

چل مدینہ مدینہ چلیں گے — کہہ رہی ہے یہی دل کی دھڑکن

اِن کے اشجار ہیں اُن سے اچھے — جتنے باغِ جہاں میں ہیں گلشن

جو بھی مانگا ملا در سے اُن کے — بھرگیا خود ہی اپنا یہ دامن

ہے دعا دیکھیں سب اہلِ محشر — ہاتھ میں میرے ان کا ہو دامن

یاحبیبِ خدا اب بُلالو — اپنا طیبہ میں ہوجائے مسکن

کفر کی بجلیاں لیکے نجدی — آئے ہیں پھونکنے میرا گلشن

یارسولِ خدا نجدیوں سے — رکھئے محفوظ میرا نشیمن

آج جبہ ودستار والے — راہبر بن کے آئے ہیں رہزن

ہے یہ رہبرؔ بھی سگ آپ ہی کا
اب ہے سارا جہاں جس کا دشمن

O

عشقِ نبی میں گر کبھی طیبہ میرا بھی جانا ہو
اپنا سرِ نیاز ہو حضرت کا آستانہ ہو

اپنے قصور ہوں تو معاف سارا جہاں رہے خلاف
دل میں رضا کی ہو طلب لب پہ ترا ترانہ ہو

مالک عز و جاہ ہو قرب بہ بارگاہ ہو
ایک تیری نگاہ ہو اپنا ہی سب زمانہ ہو

ہند سے جائے دوڑ کر روح درِ رسول پر
کاش سفینۂ حجاز ہند سے جب روانہ ہو

حبِّ نبی حبیب ہے سارا جہاں رقیب ہے
پر وہ خدا حسیب ہے، اپنا ہو یا بیگانہ ہو

تری تو ملک ہے جہاں اے شہِ این وآں مکاں
کوئی نہیں وہ قلب جو در پہ ترے جھکا نہ ہو

رہبرؔ خستہ حال کو دیدیں جو اپنی نعل کو
عمر بسر لپٹ کے ہو اس سے کبھی جدا نہ ہو

☆☆☆

○

انھیں کو نظر باخدا ڈھونڈھتی ہے
کہ جن کا ہے طالب خدا ڈھونڈھتی ہے

کبھی قربِ مولا کبھی نزدِ بندہ — یہ حیراں ہے کیا سے کیا ڈھونڈھتی ہے
کبھی عرش پر ہو کبھی فرش پر ہو — یہ حیرت سے ارض و سما ڈھونڈھتی ہے
زمیں پر یہ ڈھونڈھے کہ عرش علیٰ پر — کہاں ہے تمہارا پتہ ڈھونڈھتی ہے
تمہیں دیکھ کر ختم ہو جائیں نظریں — یہ حسرت بھری التجا ڈھونڈھتی ہے
نظر آؤ اور روح میری جدا ہو — بقا میری بس یہ فنا ڈھونڈھتی ہے

ہے رہبؔر کی عاصی نظر گرچہ عاصی
تمہیں کو حبیب خدا ڈھونڈھتی ہے

○

محبوب خدا جب رخ اپنا بدلتا ہے
ہم نے یہی دیکھا ہے سورج بھی مچلتا ہے
حُجاج کی ملبوسی بس صاف یہ کہتی ہے
معشوق کی الفت میں دیوانہ نکلتا ہے
ہم سے یہی کہتی ہے کعبہ کی سیہ پوشی
محبوب کی فرقت کا غم یاس جھلکتا ہے
اک اُن کا ہے دیوانہ خاروں سے گذرتا ہے
دردر کی لگے ٹھوکر گِر گِر کے سنبھلتا ہے
یوں لاکھ اٹھے طوفاں اور خوب چلے آندھی
پر شمع مئے عاشق دریاؤں پہ چلتا ہے
مسلم تو حقیقت سے اب دور ہوا ایسا
اس کے ذہن ودل پہ افسانہ مچلتا ہے
کعبہ میں محض رہبر زمزم ہے جو کم کم ہے
طیبہ میں تو کوثر ہرجام چھلکتا ہے

درِ حبیب خدا پہ رہبر خدا کی رحمت کا ہے خزانہ
تری بھی قسمت کو انکی قسمت طلب ہے کرتی کوئی بہانہ

وہ رات کیا جگمگا رہی تھی کہ جس میں سرکار تھے ہویدا
ملائکہ کو بھی یاد ہوگا جب آگیا وہ دِن سُہانہ

زمیں پہ دھومیں مچی ہوئی تھیں فلک پہ حوریں سجی ہوئی تھیں
لبوں پہ تھا قدسیوں کے ہر سو بس عید میلاد کا ترانا

خدا کا یہ حکم تھا کہ رضواں سجائے جنت سنوارے جنت
کہ میرے محبوب کی ولادت کا آگیا ہے حسیں زمانہ

چلے جو جبریل لے کے سہرا خدا کی رحمت پکار اٹھی
زمین والو تمہیں مبارک کہ تم میں آئے شہ زمانہ

ہوا مگن تھی بنی دُلہن تھی، عجب طرح جھومتی چلی تھی
ابھی فضا کو بھی یاد ہوگا طیورِ دنیا کا چہچہانا

فلک کہاں تیری وہ بلندی کہاں ستاروں کی روشنی ہے
زمیں خوشی سے مچل رہی تھی ہے میرا آباد آشیانہ

وہ دھوم تھی گلشن جہاں میں کہ طوطی نغمے سنا رہی تھی
شجر حجر جھوم اٹھے خوشی سے جو بلبلوں کا سنا ترانہ

ادب سے جبریل سر جھکائے خدا کی رحمت کے بادل آئے
لو اِن سے مانگو جو مانگنا ہو کہ ان کے در آیا سب خزانہ

خدا کی سب سے بڑی یہ نعمت تمہارے اوپر اے اہل سنت
لگے کسی کو بُرا بھلا کیوں ہمارا عید و خوشی منانا

یہی ہے دل کی صدا اے رہبر چل اُنکے در پر چل اُنکے در پر
دل و دماغ و جگر نظر سب ہوئے ہیں ان کی طرف روانہ

نہ تم آسماں کے ستاروں کو دیکھو
مدینہ کے اڑتے غباروں کو دیکھو
اگر تم کبھی ماہ پاروں کو دیکھو
نبی کے اُن ادنیٰ اشاروں کو دیکھو
یہ گلشن جہاں کے سبھی ہیچ ہوں گے
کبھی جاکے طیبہ کے خاروں کو دیکھو
فرشتو! اس باغ جنت میں کیا ہے
مدینہ میں آکر بہاروں کو دیکھو
ہوئیں جن سے روشن زمانے کی گلیاں
مدینہ کی ان رہگزاروں کو دیکھو
رسولِ خدا عرض کرتا ہے رہبرؔ
کبھی ہند کے داغداروں کو دیکھو

○

اے شہِ ہر دوسرا تم پہ صلوٰۃ و سلام
مالکِ ارض و سما تم پہ صلوٰۃ و سلام

نافعِ خلقت تمہیں شافعِ امت تمہیں
رہبرِ راہ ہدیٰ تم پہ صلوٰۃ و سلام

ماھو بالغیب سے پاک ہو ہر عیب سے
علم لدنی ہوا تم پہ صلوٰۃ و سلام

اول و آخر ہو تم باطن و ظاہر ہو تم
ابتدا و انتہا تم پہ صلوٰۃ و سلام

اے شہِ دنیا و دیں تم سے ہے روشن زمیں
تم تو ہو بدرالدجیٰ تم پہ صلوٰۃ و سلام

چاند دو ٹکڑے ہوا شمس بھی الٹا پھرا
دیکھے عدوِ خدا تم پہ صلوٰۃ و سلام

واہ وہ انگلی تیری آپ پہ جو پڑ گئی
دیکھ لو دریا بہا تم پہ صلوٰۃ و سلام

نور ہے تیرا یہاں جس سے ہے روشن جہاں
ہو تمہیں یاں جا بجا تم پہ صلوٰۃ و سلام

یاس ہو محسوس کیوں ہوں بھلا مایوس کیوں
ہے جو تیرا آسرا تم پہ صلوٰۃ و سلام

دل ہوا اندھا میرا بھر دو شہا تم ضیا
اے میرے شمس الضحیٰ تم پہ صلوٰۃ و سلام

ہم تیرے ادنیٰ غلام اے شہِ خیر الانام
دیکھتے ہیں در تیرا تم پہ صلوٰۃ و سلام

تجھ سے ہی پاتے ہیں ہم تیری ہی گاتے ہیں ہم
جو دیا تم نے دیا تم پہ صلوٰۃ و سلام

لَن ترانی کہہ دیا اُس نے تو حق پالیا
جو تمہیں دیکھا کیا تم پہ صلوٰۃ و سلام

صاحبِ رحمت ہو تم قاسمِ نعمت ہو تم
تم پہ خدا کی عطا تم پہ صلوٰۃ و سلام

رہبرؔ عاصی غلام کہہ رہا ہے یہ مدام
در پہ تو اپنے بلا تم پہ صلوٰۃ و سلام

○

نہ دنیا نہ دنیا کا در جانتا ہوں — فقط ایک تیری نظر جانتا ہوں

نہ تخلیقِ آدم نہ نوحی سفینہ — تمہیں جانِ جاں بوالبشر جانتا ہوں

جہاں کے حسینوں سے کیا ہو تقابل — تیرے رُخ سے کم تر قمر جانتا ہوں

خدا نے کہا پھیر دیتا ہوں قبلہ — حبیبی تری میں نظر جانتا ہوں

زمانے کے آگے یہ کیوں ہاتھ پھیلے — ترا بندہ بس تیرا در جانتا ہوں

تمہیں تم ہو بس عالمِ کن فکاں میں — تمہیں شیشۂ دل جگر جانتا ہوں

خدا تیرا معطی ہمارا تو قاسم — میں خود کو گدا بے ہنر جانتا ہوں

حقیقت تیری تیرا مولا ہی جانے — بظاہر تو تم کو بشر جانتا ہوں

تو مالک کا محبوب مالک ہے آقا — یہ اک گفتگو مختصر جانتا ہوں

جو منکر ہے نابینا دل کا نظر کا — اسے بے خبر بے خبر جانتا ہوں

ابوجہل بے نور کیا دیکھ پائے — ابوبکر کو بابصر جانتا ہوں

تمہارے اشارے کی حاجت ہے مجھ کو — عبث میں تو سب بال و پر جانتا ہوں

صدائے دلی لکھ ہی دیتا رہبرؔ

اگر چہ اسے بے ہنر جانتا ہوں

○

تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

سیدِ ہر انس و جاں مالکِ کون و مکاں

تم سے ہے سب کا وجود تم سے ہے روشن جہاں

اے میرے رب کے حبیب اُدنٗ کے ہو راز داں

عرش کے مسند نشیں اے مکینِ لامکاں

قوم پہ نظرِ کرم اے مرے رحمت تمام

تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

نازشِ عرش بریں صاحب شق القمر

تیرے ہی در کے غلام ہیں ابوبکر و عمر

در پہ جو تیرے مرے چھوئے نہ نارِ سقر

عرش کے خادم بھی یاں رکھتے ہیں جبہ وسر

لے لو ہمارا سلام ہم ہیں تمہارے غلام

تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

یوں تو ہے تم پہ عیاں مسلموں کی بے بسی

پھر ہوئے برباد ہم دور ہوئی ہر خوشی

کشتی ہے گرداب میں امتِ مرحومہ کی
اک ذرا نظرِ کرم دور ہو یہ بے کسی
پار لگادو شہا اے مرے خیرالانام
تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

بے اثر آواز ہے پاؤں میں زنجیر ہے
پہلے جو سینے پہ تھا دل میں وہی تیر ہے
دیکھ لے امت تری کس طرح دل گیر ہے
آج میرے لب پہ آہ شکوۂ تقدیر ہے
جاکے یہ کہہ دے صبا کہتے ہیں تیرے غلام
تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

سُن لو یہ فریاد اب اے شہِ عرب و عجم
جائیں بھلا کس کے در در پہ پلے تیرے ہم
اب تو خدا کے لئے ہم پہ ہو نظرِ کرم
کھینچ لو سینوں میں ہیں قوم کے جتنے صنم
سن لو اے شاہِ حرم غمزدوں کا یہ پیام
تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

دور ہو غم کی بلا اے مرے کہف الوریٰ
تم تو ہو شمس الضحیٰ تم تو ہو بدرالدجیٰ
رات اندھیری ہوئی دن بھی اندھیرا ہوا
لطف جو فرماؤ تم سب ہو ابھی چاند سا

لیتے ہیں صبح و مسا ہم بھی تمہارا ہی نام
تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

کیا کہوں آقا مرے تم پہ عیاں سارا حال
تم ہو مجسم جمال تم ہو خدا کا جلال
ہم میں یہ جرأت کہاں کچھ جو کریں قیل وقال
کہتا ہے رہبرؔ سدا تم پہ ہے یہ خستہ حال
در پہ بلاؤ کبھی اے شہِ خیرالانام
تم پہ خدا کا درود تم پہ ہمارا سلام

○

پریشاں روح ہو اٹھی نہ دل کو جب قرار آیا
تمہارا نام آقا لب پہ میرے باربار آیا

ترے بدخواہ کو اللہ نے دشمن کہا اپنا
جسے اپنا کہا تم نے خدا کو اس پہ پیار آیا

گلستانِ جہاں میں جب حبیب کردگار آیا
ہر اِک ذرہ پکار اٹھا کہ اب جانِ بہار آیا

ہر آنے والے سے باغ جہاں میں اک ابھار آیا
ترے آنے سے آقا سارے عالم پر نکھار آیا

گلستانِ جہاں نہ دے سکا آسودگی دل کو
ہوئی معراجِ دل جب سامنے تیرا دیار آیا

ہر اِک ذلت سے آلودہ تھی جب انسانیت آقا
ترے آنے سے پیشانی پہ انساں کی وقار آیا

وہ عفوِ عام یوم فتح تیرا رحمت عالم
جو دیکھا خلق بولی نائب پروردگار آیا

یہ دل تڑپا نگہ روئی ہے روح و جسم پر لرزہ
بتاؤ عاشقو! اب سامنے کس کا دیار آیا؟

شب معراج سے لوٹے جو تاجِ سروری لے کر
ہر اِک ذرہ پکارا اب جہاں کا تاجدار آیا

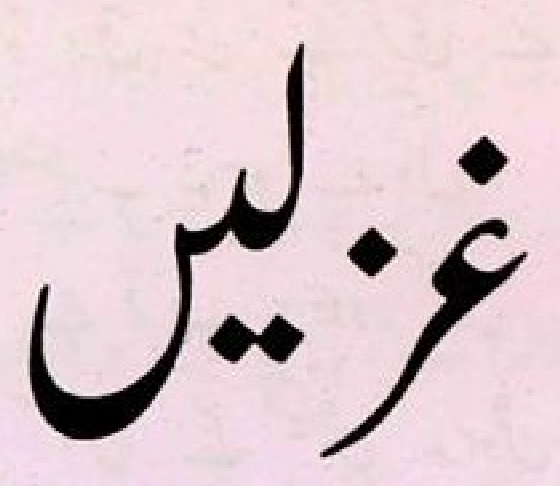
خزاں و فصلِ گُل سلسلہ مدت سے جاری تھا
تری آمد سے آقا دائمی ابرِ بہار آیا

تری آمد بروزِ حشر یہ مژدہ سنائے گی
گنہ گارو یہ دیکھو شافعِ روزِ شمار آیا

مظالم کے اندھیروں میں مصائب کی گھٹاؤں میں
تمہارا نام لب پہ بے خودی میں باربار آیا

یہ رہبرؔ پُرخطا ہے بے نوا ہے آپ کا بندہ
یقینِ عفو لے کر شرمسار و اشکبار آیا

ختم شدہ


غزلیں

غزل

نہ ماہتاب میں جلوہ رہا ، نہ نور کہیں
ضرور چھپ گئے مجھ سے میرے حضور کہیں

کبھی جو بھولے ہوا بام پر ظہور کہیں
تو برق بن کے گری ہے نگہ ضرور کہیں

ابھی مجاز ہے کچھ مضطرب نہ ہو اے دل !
حقیقتوں میں نہیں ہے قریب و دور کہیں

سنبھل کے میکشِ مدہوش جام لینا ہے
ہنسے نہ کلفتِ دل ہو کے ظرف چور کہیں

وہ یاد آئے تھے اکثر یہ حال تھا میرا
بکھر چکا تھا تخیل کا ہر شعور کہیں

ہے آج وعدہ، مگر اجتناب پھر بھی ہے
یہ ہے طریقۂ مہر و وفا حضور کہیں

وہ اجتناب وتکبر ارے معاذ اللہ
نبہ سکا ہے جہاں میں کبھی غرور کہیں

کبھی نظر جو پڑی چاند پر میری رہبر
تو دل یہ کہہ اٹھا ہیں منتظر ضرور کہیں

غزل

درد دل کا اس جہاں میں کون اب ہمراز ہے
رِند یا ساقی یہاں پہ سب کا ٹوٹا ساز ہے

میرے مالی جب عیاں سب مجھ پہ تیرا راز ہے
پھر نہ جانے کیوں تجھے گلشن پہ اتنا ناز ہے

آج پھر پیرِ مغاں کے رخ پہ ہیں تبدیلیاں
بھانپ لینا ہی نظر سے رند کا انداز ہے

جھوم جاتی ہے ہر اک شے از زمیں تا آسماں
میرے گلچیں خوب تیری دلنشیں آواز ہے

خارِ گُلشن خار ہے اور گل بہر نوع گل ہی ہے
قمری لاکھوں زاغ میں ہو پھر بھی وہ ممتاز ہے

ہو ہی جائے گا کبھی انجام رہبؔر کام کا
آج کل یا بعد میں تیری جگہ شہبازؔ ہے

بزمِ تخیل

ہوا سنسنائے گھٹا آ کے چھائے، قمر اپنی کرنیں زمیں پر بچھائے
تصور میں مدہوش ہم ہو رہے ہیں، تخیل کی دنیا کوئی ہو بسائے

چمکتی ہو بجلی گرجتے ہوں بادل، لہکتی ہوں شاخیں مچلتے ہوں گلشن
خوشی میں گلے ملتی ہو پتی پتی، ہوا آ کے پھولوں کو جھولا جھلائے

لرزتا ہو دل اور بہکتی ہوں آنکھیں سماعت میں ہو نغمگی قلب مضطر
کہیں اُوٹ میں پیڑ کی کوئی سایہ، کبھی دور جائے کبھی پاس آئے

رہے چشم بند اور دل مُضطرب سا اُبلنے کو ہو آنسوؤں کا سمندر
کوئی چھیڑتا ہو ستارِ دل ماہر اک سازِ طرب و مسرت بجائے

کٹوروں کے لب پہ لرزتا ہو پانی، ہلیں ہونٹ ہو قلب کی ترجمانی
بس ایسے میں اے کاش وہ رشکِ یوسف لئے جام مینا کھڑا مسکرائے

تکلم کی جرأت نہ ہاتھوں میں طاقت سہم جائیں موّاج دریا کی لہریں
مگر آنکھ سے جام آنکھوں میں آکر، محبت کے دومست دھارے بہائے

وفورِ محبت جو دستِ طلب کو، بڑی کوششوں سے جو آگے بڑھائے
تو ماہ جبیں کھینچ کر ہاتھ اپنے، تبسم کرے چشم و گردن جھکائے

کہے سر جھکا کچھ میری بھی تو سُنیے، زمانہ رقیب اور ہر شے ہے دشمن
مجھے خوف ہے صبر سے کام لیجئے، کہیں کوئی سایہ ادھر آنہ جائے

زمانہ نہ بدنام کردے مصیبت ہزاروں علایم سنائیگی دنیا
لگیں طعنہ دینے رقیب زمن تو زمیں تنگ ہو آسماں خوں رُلائے

تڑپتا ہو بسمل سنبھلتا ہو قاتل دکھا خونِ دل عرض کرتا ہو آمل
ذرا کہکشاں پر نظر کر اُو بے دل، وہ ہے محفلِ وصل و عشرت سجائے

نہ دنیا کا ڈر نہ زمانے کی پروا، جنوں ہے بلند محفل آسماں سے
یہ پُر درد معروض سن کے وہ پتھر، کرے رحم اور پاس آبیٹھ جائے

قمر ہو منور ستارے ہوں روشن سناتے ہوں درس وفا مجھ کو پیہم
قمر ایک کرنیں زمیں پر گرائے دگر بازوؤں پر ہو زلفیں بچھائے

مقدر سے رہبر ہو جنت نصیبی ، یہی کرۂ ارض باغ ارم ہو
ستارے فلک کے کریں رشک یکسر کوئی چاندنی کی چاندنی میں نہائے

غزل

رنج سہتے رہے، دکھ اٹھاتے رہے
وہ ہمیں دیکھ کر مسکراتے رہے

عشق بڑھتا رہا حسن ڈرتا رہا
ہم لپکتے وہ دامن چھڑاتے رہے

مدتوں ساغروں کے تصور میں ہم
لیکے پیتے رہے وہ پلاتے رہے

بزمِ تخئیل میں ڈالیوں سے بہت
پھول چنتے رہے گل سجاتے رہے

خواب میں آکے وہ اکثر و بیشتر
ہم کو اشعارِ رنگیں سناتے رہے

مثلِ صوفی کے رقبہ میں گردن جھکا
ان سے بزم تصور سجاتے رہے

چاند کو عکسِ رُخ ان کا سمجھا کئے
چاندنی کو گلے ہم لگاتے رہے

پرتوِ زلف ان کا گھٹا جان کر
ہم پھواروں سے اکثر نہاتے رہے

مل کے آئی ہے اُن سے نسیمِ سحر
لیکے پہلو میں اپنے سلاتے رہے

پر وہ دامن بچاتے بچاتے رہے
جنکی رہ میں ہم آنکھیں بچھاتے رہے

کردیا تو نے کیا سحر رہبرؔ بتا!
دوڑے آئے جو دامن چھڑاتے رہے

غزل

اے بہار اب لے سلام، آخر خزاں آہی گئی
اپنے بھی لب پر حدیثِ خوں چکاں آہی گئی

نزدِ فرحت اور بعید از غم الم رکھا تجھے
تجھ میں بھی غم کی کرن قلبِ تپاں آہی گئی

ہائے اشعار وسخن سے لوگ تھے سرشار ومست
اب سُخن میں حزن کی رہ درمیاں آہی گئی

بھول ہے انسان کی دنیا پہ جو تکیہ کرے
آخرت کی یاد کو گردِ نشاں آہی گئی

یاد آتی ہے شب عرسی کی بارونق بہار
صبح ارضی سے اٹھے شام آسماں آہی گئی

آنے والے آرہے ہیں عازمِ منزل بنے
گرد پہلے اُڑکے نزدِ کارواں آہی گئی

رہبؔر خستہ خدا کے واسطے دنیا کو چھوڑ
دیکھ وہ بادِ صبا نزد آستاں آہی گئی

گلوئے رہبر

تیری تصویر اگر دل میں نہ آئی ہوتی
مسجدِ یار کہاں ہم نے بنائی ہوتی

ہائے جس محفلِ پارینہ میں رسوا تھے ہم
کاش تونے کبھی محفل وہ سجائی ہوتی

ہم تو رہرو ہیں بھٹکنا ہی ہے شیوہ اپنا
ناصحا! تونے ہی آ راہ بتائی ہوتی

اے نسیم سحری تجھ سے وہ کچھ کہتے ضرور
ان کے کوچہ سے اگر ہوکے تو آئی ہوتی

چوم کر زُلفِ معنبر کو یہ کہہ دینا صبا!
سونے والے کوئی تصویر جو بھائی ہوتی

کبھی پروانے کو انجام کا احساس نہیں
ورنہ کیوں لَو سے تیری شمع جلائی ہوتی

ارے ظالم ! یہ گلوئے رہبر صدقہ!
ورنہ خود تو نہ تو خنجر نہ کلائی ہوتی

☆☆☆

دو پیالے

آجا قریب آجا ، او دور رہنے والے
آ دیکھ چشمِ نم سے آنسو ہیں بہنے والے

موسم شباب پر ہے پُر کیف ہیں فضائیں
روٹھے ہوئے ہو شاید کہتے ہیں کہنے والے

ننھی پھوار و بوندیں بھڑکا رہی ہیں آتش
اے شمعِ زندگانی آلو سے لَو جلالے

پتوں کی سنسناہٹ موجِ ہوا کی مستی
ننھی سی موتیوں کے ڈھلتے ہوئے یہ مالے

سچ سچ بتادے مجھ کو کیا تیرا قافلہ ہے
یا قاصد آئے تیری گلیوں کے رہنے والے

تجھ کو پکارتی ہے بیکار سی تمنا!
قلب و جگر تڑپ کر کرتے ہیں آہ و نالے

آپس میں مل کے کہتی ہیں شوخ پتیاں سب
میں تجھ کو آچھپالوں تو مجھ کو آ چھپالے

پتے گلوئے گل کو ہاتھوں سے ہیں چھپائے
مجھ کو بلا رہے ہیں باہیں گلے میں ڈالے

عالم کا ذرہ ذرہ بیخود ہے پی کے اے جاں
آ پی لیں آج ہم بھی الفت کے دو پیالے

صنعت پسند رہبر سمجھیں گے کیا غزل کو
ظلمات شاعری میں جذبات ہیں اجالے

☆☆☆

باقی ہے

لِلّٰہِ میرے مالی مت جا تنظیم گلستاں باقی ہے
برہم ہے نظامِ گل غنچہ، کچھ گردشِ دوراں باقی ہے

آ دیکھ ذرا آ دیکھ ذرا کیا رنگ ہوا گھر والوں کا
او جانیوالے پردیسی اب تک تیرا مہماں باقی ہے

تو نے پہلے ہی زینہ کو منزل کا آخر سمجھا ہے
افسانہ ملت کے خوگر افسانہ کا عنواں باقی ہے

او رونے والے غم خوردہ او سونے والے خوابیدہ
پرواز کی طاقت ہو تو ابھی مہدی سا مسلماں باقی ہے

آئی ہے خزاں تو آنے دو فطرت ہے بہاروں کی یہ بھی
ملتی ہے بشارت رونے پر وہ ماہِ کنعاں باقی ہے

ایثار و وفا اخلاص وخودی وہ مہر واخوت ہمدردی
افسوس ہماری محفل کی وہ شمع شبستاں باقی ہے

صیاد نے بلبل قید کیا پر باز کو ابتک پا نہ سکا!
گل چیں کی نظر محدود ہوئی سنبل گل ریحاں باقی ہے

رہبر بہ خدا کہتا ہوں میں، ہو شیخ کوئی یا واعظ ہو!
اب روح مسلماں نام ہوئی ہاں درد مسلماں باقی ہے

صوفی و شراب

بیتابیاں بڑھیں تو مجھے ہوش نہ رہا
جب ڈھل گئی شراب تو پھر جوش نہ رہا !

سنتا ہوں بعد میرے شبِ غم وہ رو پڑے
ماتحت ان کی زلف کوئی دوش نہ رہا

ساقی تری شراب سے پانی ہے کیف زا
وہ مے ہی کیا کہ پی کے بھی مدہوش نہ رہا

تجھ سے گریز پر تری رہ پر ہے راہ رو
یہ شکر کر احسان فراموش نہ رہا

پھیلا کے دام آتے ہیں عجلت سے آج کیوں
کیا شیخ جی کلاہ کہ پاپوش نہ رہا

واعظ تیرے موضوعِ سخن رند کو یہاں
اب ہوش آ چکا ہے وہ مدہوش نہ رہا

جب محفل رہبر میں چھڑی گفتگوئے مے
ہر چند ہے وہ صوفی پر خاموش نہ رہا

خشک آنکھیں

نہیں سمجھا ابھی واعظ کہاں پہ ہے قدم میرا
بنائے کعبہ سے پہلے بنا دیر وحرم میرا

زمانے کو بدلنے کی مجھے طاقت تو ہے لیکن
بڑا افسوس یہ ہے روٹھ جاتا ہے صنم میرا

بڑے ضبط وتحمل سے سنوارا ہے گلستاں کو
یہ ڈر ہے میرے گل چیں پہ نہ کھل جائے بھرم میرا

بھٹکتا ہوں میں یہ مقصد ہے رہ رہ کے سنبھلنے کا
قیامت تک نہ پائے کوئی رہرو پیچ وخم میرا

خزانِ گلستاں کا ذکر جب آتا ہے محفل میں
تو آنکھیں خشک ہوجاتی ہیں کھینچ اٹھتا ہے دم میرا

وزن ظلم وستم کا لے کے اشک چشم ٹپکا ہے
زمیں پر گرتے گرتے مشتہر ہے راز غم میرا

محفل رہبر پہ ناصح گر ہوا تیرا اثر تو کیا؟
یہاں ہر قلب میں پوشیدہ ہے رنج والم میرا

☆☆☆

اصنام گری

ہر دل پہ منقش ہے پیغامبری میری
مشہورِ زمانہ ہے اصنام گری میری

کہتے تھے حریف سن وقت آ ہی گیا آخر
بوجھی نہ کبھی بوجھی شمع سحری میری

لٹتا ہوں مگر پھر بھی احساس نہیں مجھ کو
ہاں شانِ خدا دیکھو یہ بے خبری میری

گل چیں نے مٹا کر ہی چھوڑا میرے گلشن کو
بیکار ہوئی ثابت سب نوحہ گری میری

اس ظلم پہ بھی گلشن میں چلتا ہوں پھرتا ہوں
ڈرتا ہوں نہ گھر اپنے ہو پردہ دری میری

ہر نقش پہ چلتا ہوں آنکھوں کو اٹھائے میں
کچھ شک نہ کرے پیدا داماں نظری میری

آہ دل رہبر ہے للہ اسے سمجھو
یوں مفت نہ ضائع ہو یہ دردِ سری میری

☆☆☆

صدائے رہبر

کہنے کو تو چمن عالم میں، گل چیں کی نظر مغرور نہیں
پر گلشن کی آزادی میں، بلبل تو کوئی مسرور نہیں

مالی کی تمنائے دل، یا بلبل کی یہ کم ظرفی کہیے
حق یہ ہے کہ وہ مغرور نہیں سچ یہ ہے کہ یہ مجبور نہیں

صیاد کسی بھی صورت میں محتاجِ کرم ہم کو نہ سمجھ!
یوں قید میں تیری رہ کر، مختار ہیں ہم مجبور نہیں

ساقی کا تو فیض عام ابھی رندوں پہ بمثل ماضی ہے
عالم میں کوئی پینے کے لئے تبریز نہیں منصور نہیں

خارِ گلشن گل کا دامن، گر چاک کرے تو بہتر ہے
پر مالی کو بلبل کی صدا، گل کا نالہ منظور نہیں

صیاد ابھی نو عمر ہے تو مانا کہ نشیمن ہے تیرا !
تو رازِ گلستاں کیا جانے آزادی کا یہ دستور نہیں

حیدر کی نظر خالد کا دل مومن کے لئے درکار ہیں اب
ہم اسوۂ نبوی کے عامل مشتاق جمال حور نہیں

خالد کا کلیجہ پیدا کر، مولا کی شجاعت کے پیکر

اک روز پکار اٹھے گی نظر، اب ساحل دریا دور نہیں

گر گر کے سنبھلنا تو نے ہی دنیا کو سکھایا تھا مسلم

کیا مثل تیری شش عالم ہے مستور ہی ہے مشہور نہیں

رہبر کی صدا بیکار نہ ہو واللہ حقیقت کہتا ہے

احساس ہے بلبل کو بھی مگر کہہ ڈالے اسے مقدور نہیں



ماہِ باغباں

ادائے نجوم و قمر جانتا ہوں — محبت کی ہر رہگذر جانتا ہوں
نہیں جانتا کون رہبر ہے میرا — چلا جارہاہوں جدھر جانتا ہوں
رہ عشق والفت کو آساں نہ سمجھو! — بڑی مشکلوں کی ڈگر جانتا ہوں
تمنائے دل آرزوئے جگر کو — عبث منزل رہ گذر جانتا ہوں
یہ مانا کہ گل چیں کی نظریں ہیں میٹھی — مگر خاراب بال وپر جانتا ہوں
کبھی دید یا چاندنی نے جو دھوکا — ہمیشہ میں شب کو سحر جانتا ہوں
نہ اب ہم کو طرح بہاراں سنا تو — تیری باغباں ہر نظر جانتا ہوں
زمانہ کے رنگیں تلاطم کو دیکھو — کہ ہر سنگِ رہ کو گہر جانتا ہوں
وہ جام محبت پلایا جو تونے — اسے زندگی کا ثمر جانتا ہوں
وہی حسن کی بارگاہ تیری اب بھی — کی نورِ اہل نظر جانتا ہوں
بلندی عشق ومحبت کہ تجھ کو — دل وجان وقلب ونظر جانتا ہوں
میری آستیں ہی سے نکلیں گے دشمن — جنھیں آج تک بے خبر جانتا ہوں

نہیں جانتے مجھ کو اب تک وہ رہبر
کہ جن کی میں اک اک نظر جانتا ہوں

☆☆☆

درِ یوسف

فرحتیں آئی ہیں پر سیکڑوں آلام کے ساتھ
پھول کھلتے ہیں مگر آخری انجام کے ساتھ

حسن کا ادنیٰ کرشمہ یہ درِ یوسف پر
دام والے بھی بکے جاتے ہیں بیدام کے ساتھ

میری رسوائی ہو مجھ کو نہیں غم، غم یہ ہے
تجھ پہ نظریں نہ اٹھیں میرے ہی الزام کے ساتھ

میرا ایمان کبھی پختہ نہ ہوتا اے دوست
نشہ کفر نہ ہوتا جو تیرے جام کے ساتھ

دل میں اٹھتی ہے کسک دم مرا کھنچ اٹھتا ہے
سوچتا ہوں میں جو آغاز کو انجام کے ساتھ

حیف دو چار قدم چل کے وہ رہ میں بولے
کون جاتا ہے بھلا رہبَر بد نام کے ساتھ

تارِالم

ہم نے جب مالی و گل چیں کا بھرم دیکھ لیا
خود نکلتا ہوا صیاد کا دم دیکھ لیا

جب تصور میں کبھی جھک گئیں نظریں میری
تجھ کو اے پردہ نشیں تیری قسم دیکھ لیا

اشک ہیں قمقمے جو تار بندھا ہے ان میں
یعنی وہ روشنئ تارِ الم دیکھ لیا

کچھ تو نظروں سے عنایت کی بھی بو آتی ہے
کیا کسی غمزدہ کا گریۂ غم دیکھ لیا

راہ کی پوچھیں اگر مجھ سے تو کہہ دینا یہی
اے حضور آپ کا جب نقشِ قدم دیکھ لیا

سر بالیں میرے آئے مگر وہ قتل کے بعد
رحم آیا انھیں گھٹتا ہوا دم دیکھ لیا

موت سے پہلے جو بادیدۂ نم دیکھ لیا
سچ تو یہ ہے کہ وہیں باغ ارم دیکھ لیا

ہے تو پتھر ہی بھلا کیوں تجھے ترس آئے گا

تجھ کو ہر طور سے ہم نے بھی صنم دیکھ لیا

رات تاروں نے بڑی دھوم مچائی لیکن
صبح کو اشک سے اندازۂ غم دیکھ لیا

اے خدا تو ہی دے تسکین دل مضطر کو
ان بتوں کا ہر اک اندازِ کرم دیکھ لیا

ان کو میں بھول گیا تھا وہ یاد آئے پھر بھی
جب کبھی گھر ہی میں دیر وحرم دیکھ لیا

بڑھ گئی اور کشش مضطر بانہ رو میں
جب سے رہبر انھیں بادیدۂ نم دیکھ لیا

پروازِ خیال

زمانہ الگ ہے، ہمارے جہاں سے
نہ روئے زمیں پر نہ دور آسماں سے

خدارا کوئی جاذبیت کا ساماں
میں تنگ آگیا آستانِ بتاں سے

رہے ملتجی زندگی میں کرم کے
چھٹی خاکِ در بھی چلے آستاں سے

نہ کیوں مثل بسمل تڑپ اٹھے یہ دل
چلیں تیر معصوم تیری کماں سے

مجھے چھوڑ کر ایسی جا جارہے ہیں
پلٹ کر نہیں کوئی آتا جہاں سے

کریں قتل پر بھی نہ تسکیں ہو اس کو
نہ جانے وہ طالب ہیں کیا نیم جاں سے

وہ کالی گھٹاؤں میں برقِ تجلی
کہاں تک اٹھے، بار اس ناتواں سے

اسے دید ہوتی ہے جس کو ہو طاقت
وہ سوچیں تو پہلے ذرا امتحاں سے
قفس میں بھی بلبل کو کہتے یہ پایا!
بڑی مہربانی بڑے مہرباں سے
کبھی فرش پر اپنی منزل ہے رہبر
کبھی آگے پہنچی زمین و زماں سے

☆☆☆

امید

کون جانے کس طرف، کب منزل دل آئے گی
جب سفیرانِ چمن کو زندگی مل جائے گی

منتظر سب ہیں کہ صحرائے چمن ہو لالہ زار
یک بیک فرطِ خوشی سے ہر کلی کھل جائے گی

عزم کو تصمیم کی تصویر دینی شرط ہے
خود بخود کشتی تیری نزدیک ساحل جائے گی

میکشانِ میکدہ گر ہوش میں آئے کبھی
ساقی تیرے میکدے کی ہر بنا ہل جائے گی

ساکنانِ بادباں سب سو رہے ہیں بے خبر
ناخدائے بادباں کیا یونہی منزل آئے گی

اضطراب دل ہے جو بلوا رہا ہے ان کو آج
ورنہ ان کے آنے سے کیا موت بھی ٹل جائے گی

یاد کرلے باغباں غیظ وغضب کی انتہا
بلبلیں اڑ جائیں گی پر ہر کلی کھل جائے گی

راہ کے گم کردہ لوگوں کی ہے یہ رہبر سزا
ہم بھی منزل پائیں گے جب ہر سزا مل جائے گی

دھواں

یہ زندگی فسانہ ہے یا غم کی داستاں
ظاہر ہے چند روز کا انساں ہے میہماں

کیوں دفعتاً ہے دعویٔ الفت صنم کو آج
آتا ہے جب یقین کہ پہلے ہو کچھ گماں

دل مضطرب دماغ مفکر نظر ہے بند
ساکن ہے اک جہان میں گویا کہ کل جہاں

اک عندلیب شاکیٔ تقدیر بول اٹھا
اے بلبلو! روانہ ہو جلتا ہے آشیاں

اب بلبلوں کے جانے سے قدر چمن گئی
کیا سیر کرنے جاؤں بھلا سوئے آشیاں

ہے اطمینان وچین تڑپ اٹھتا ہوں مگر
جب نزد چمن دیکھتا ہوں شعلہ ودھواں

رہبرؔ یہ کیا سبب ہے کہ کل تک تھے وہ خفا
پھر آج سن رہا ہوں پشیماں ہیں مہرباں

☆☆☆

گلاب

ان کی نظر میں سحر نشانِ شباب ہے
رکھیں قدم سنبھل کے زمانہ خراب ہے
ہیں سب میں ان کے شیر وشکر کی حلاوتیں
ان چتونوں کا غیظ غضب کا عتاب ہے
مانا کہ ہو نقاب میں پوشیدہ رو مگر
صورت تمہاری دل میں میرے بے نقاب ہے
دعویٰ بھی ہے صنم کو محبت کا باربار
پھر بھی یہ رو بہ رو میرے کیسا حجاب ہے
چڑھتی ہے نہ اترتی یہی کشمکش ہے روز
دنیا سے یہ نرالی تمہاری شراب ہے
دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ وہ مثلِ چاند ہیں
میری نظر کا ایک الگ انتخاب ہے
ابرو ہیں دو کمان نظر سے چلیں گے تیر
گویا گلو صراحی کے نیچے گلاب ہے

شاخِ چمن کے مثل کمر میں لچک عیاں
زلفوں کا مثل سانپ کے ڈھلنا عذاب ہے
کالی گھٹا ہو جیسے مچلتی ادھر اُدھر
برق غضب کے ساتھ سیہ رو سحاب ہے
دامن چھڑا کے کوئی چلا کوئی بول اٹھا
صیاد اک نظر کہ یہ ماہی بے آب ہے
رہبر بہک گیا کدھر کچھ غور بھی تو کر
جو کچھ عیاں جہاں میں ہے مثل حباب ہے

☆☆☆

نئی ایجاد

اشک برباد، کر رہا ہوں میں — آج انھیں یاد کر رہا ہوں میں
کون جانے کسے تخیل میں — شاد و ناشاد کر رہا ہوں میں
کیوں پریشاں ہے تیرا مستقبل — جمع روداد کر رہا ہوں میں
دل کو ان نیم باز آنکھوں سے — مرد آزاد کر رہا ہوں میں
آب وخاک کے مزاجوں کو — آتش وباد کر رہا ہوں میں
حسن یا عشق کیا خبر کس کو — آج آباد کر رہا ہو میں
لیلائے نجد اور شیریں کو — قیس وفرہاد کر رہا ہوں میں
خار زاروں کو اب برنگ دگر — رشک شمشاد کر رہا ہوں میں

جس کا رہبر نہ کوئی راہی وہ
راہ ایجاد کر رہا ہوں میں

خار

کچھ ایسی پلادی تھی کچھ ایسا خمار آیا
ساقی تیری محفل میں اک پل نہ قرار آیا

جاگے تو بہت ہم بھی لیکن اے بصد حسرت
نیند آگئی اس ساعت جب رنگ بہار آیا

سینے میں اٹھی دھڑکن قدموں کو ہوئی لغزش
اے زائرو بتلاؤ! یہ کس کا مزار آیا

تزئین گلستاں بھی گر ہووے تو کس صورت
گل چیں نے اسے توڑا جس گل پہ نکھار آیا

ہشیار اے ہم وطنو! بیدار اے ہم وطنو!
پھر نزد چمن کوئی سو زندہ شرار آیا

اب تک نہ ملا کوئی انداز تیرا مجھ کو
صحرائے جنوں تک بھی دل تجھ کو پکار آیا

متلاشی گل ہوکر رہبر بھی چلا لیکن
دامن میں الجھ کر گر آیا بھی تو خار آیا

ظلمت کدہ

یہ مجھ کو اک نظر میں کیا سے کیا سمجھا دیا تو نے
سوادِ راہ منزل سے عجب چونکا دیا تو نے

بڑی مدت سے جس گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا
اسی ظلمت کدے میں روشنی پھیلا دیا تو نے

نگاہ ناز ترا شکریہ صد مرحبا تجھ کو
جنوں کو اس کی راہوں سے بھی کچھ بہکا دیا تو نے

کبھی تو لن ترانی کہہ کے منھ پر ڈال لی آنچل
کبھی عاشق کی ارنی پر اسے سرکا دیا تو نے

مبارک عشق تیرے در کی یہ ادنیٰ کرامت ہے
کہ منزل بے نشاں تھی دار تک پہنچا دیا تو نے

شہید ناز کی نعشِ مبارک جھوم اٹھی ہے
کہ اپنے پائے نادیدہ سے جو ٹھکرا دیا تو نے

کبھی دی دھندلاہٹ عشق تو نے اپنے قبلہ کو
کبھی ذرے کو شکل طور میں چمکا دیا تو نے

تیرے غیظ و غضب ناز و ادا کو کوئی کیا سمجھے
کہیں مسکا دیا تو نے کہیں دھمکا دیا تو نے

تیرے شہداء کے خونِ پاک میں غلطان ہے رہبر
تیرا ممنون ان کی خاک تک پہنچا دیا تو نے

غنچۂ نورس

مظلوم خوں سے بزم چراغاں ہے آج بھی
انسانیت کا حال پریشاں ہے آج بھی

کیا دیکھنے چلوں میں چمن میں بہار گل
برہم جہاں میں نظم گلستاں ہے آج بھی

کل ہورہے تھے کاکل رنگیں کے تذکرے
زندہ تصور رخ جاناں ہے آج بھی

جس بت کو تم نے دور بہت دور کردیا
نظریں جھکاؤ قلب میں مہماں ہے آج بھی

جب غنچۂ نورس کو مسل دے کوئی انساں
کیسے کہوں کہ نائب رحماں ہے آج بھی

اے برقی قمقموں کے محلات تمہارے
معمار ہی کے گھر میں شبستاں ہے آج بھی

پتوں میں ہے معصوم کلی منہ کو چھپائے
گل چیں کی خوشہ چینی سے لرزاں ہے آج بھی

جو روح کل ملی تھی پریشان سی رہبر
وہ امن کی تلاش میں حیراں ہے آج بھی

آنسو

اشکہائے غم کو آخر تھر تھرانا ہی پڑا
راہ کی ہر ایک منزل، آزمانا ہی پڑا

اپنے ہی مالی کے الطاف وکرم سے گل کو آج
اس بہاروں کے چمن سے روٹھ جانا ہی پڑا

بے نیازی ان کی میری ناز برداری سے تھی
میری میت پر انھیں آنسو بہانا ہی پڑا

اے مرے قاتل بتا، معصوم بسمل کون تھا
بیگناہی پر مجھے بھی رو کے جانا ہی پڑا

ہائے اس مجبور دل کی پوچھئے مجبوریاں
دیکھ کر اپنا جنازہ، مسکرانا ہی پڑا

جو شمع شب بھر رہی ہے رونق بزم طرف
جب سحر آئی اسے بھی جھلملانا ہی پڑا

میں چلا جاؤں سنوارے گا تمہاری زلف کون ؟
کیسے دیکھوں گا جو پیچ وخم اٹھانا ہی پڑا

میرے مرقد کی طرف اٹھتے قدم کہتے ہیں آج
آہ ! وحشی تیرے در پر ہم کو آنا ہی پڑا

دیکھ کر ظلم وستم کی جدتیں صیاد سے
بلبلوں کو زخم ماضی بھول جانا ہی پڑا

لب کی خاموشی تھی رہبران کی مرضی کے خلاف
آنسوؤں کے ساز پر بھی گنگنانا ہی پڑا

دن نکل نہ آئے

یہی دل کی ہے تمنا وہ نظر سے جب پلائے
رہوں گم تجلیوں میں مجھے ہوش پھر نہ آئے
یہ ہے طور زندگی کا، لب گام آز مائے
نہ ہو تاب ضبط جس میں، اسے جلوہ کیوں دکھائے
بے نقاب ہو کے جب بھی لب بام مسکرائے
مجھے خوف لگ رہا تھا کہیں دم نکل نہ جائے
ہے جہان سے نرالی میرے عشق تیری دنیا
کبھی دفعتاً ہنسائے کبھی مدتوں رلائے
تیری طے ہوئی مسافت وہ شمع جھلک رہی ہے
کہیں آہ ! میرے رہبر تجھے نیند آ نہ جائے
وہ ہے نقش میرے دل پہ جو نظر سے تار اٹھے
وہی پہلی بار دل کے میرے تار جھنجھنائے
میرے دور زندگی کی وہ عجیب کیفیت تھی
کوئی بیٹھ مسکرائے، کوئی شعر گنگنائے

کبھی ناز کی ادائیں، کبھی چتونوں کی دھمکی
بس عنایتوں سے ان کے اشعار رنگ لائے
کوئی کہہ دے ان سے جا کر میرے ماہر و نظر کر
شب انتظار ہی میں کہیں دن نکل نہ آئے
جو نقاب رخ سے ان کے کبھی اٹھ گیا ہے رہبر
یہ صدائے چاندنی تھی میرے پاؤں ڈگمگائے

کنارے

زمانے کے تلوّن میں وہ جاں فرسا نظارے تھے
پڑے گرداب میں ہم وہ لب ساحل کنارے تھے

بہاروں کی وہ رخصت اور میرے گل کا یہ کہنا
ہمیں بھی یاد کرلینا، کبھی ہم بھی تمہارے تھے

ہمیں ہے یاد حسن وعشق کا میدان جنگ اب تک
اگر اک بار جیتے تھے، ہزاروں بار ہارے تھے

تمہیں کچھ یاد ہو نہ ہو مگر شہرہ ہے دنیا میں
خزاں کے بیوفا جھونکو کبھی تم بھی ہمارے تھے

وہ گل بھی چل بسا جس سے چمن کی بزم سنوری تھی
کسے معلوم تھا کہ لالہ زاروں میں شرارے تھے

زباں بھولے تو بھولے دل تمہارا اب بھی کہہ دیگا
ہمارے بازؤں ہی پر تمہارے بھی سہارے تھے

یہاں کے راہگیروں کو ہمیشہ راہ ملتی تھی
ہمارے آسماں کے جب درخشندہ ستارے تھے

انھیں کیا مبتلائے موج کا احساس ہو رہبر
جو دید موج میں بے خود تھے دریا کے کنارے تھے

منزلِ حُسن

گیسوئے یار عارض پہ لہرا گئے
بدر پہ ابر بن کے گھٹا چھا گئے

اضطرابِ محبت میں جب بھی کبھی
ہاتھ میں نے بڑھایا تو شرما گئے

اُٹھ کے نظریں جھکیں جانئے کیا ہوا
میں انھیں پا گیا وہ مجھے پا گئے

اک نظر کا اثر اللہ اللہ رے
جس طرف دیکھتا ہوں وہی آ گئے

دیکھتا رہ گیا ، موتیوں کی طرف
چار باتوں میں جو مجھ کو بہلا گئے

ہائے بدنامیٔ دہر ہے کیا بلا؟
سامنے آ کے مجھ سے وہ کترا گئے

مسکرائے تو وہ اک دفعہ ہی مگر
منزلِ حُسن کی راہ بتلا گئے

بس خدا جانے کیا حال رہبؔر ہوا
پُر فضا رات میں جب وہ یاد آ گئے

شیشۂ دل

ارے قاتل ! ذرا کچھ ہوش میں آجائے دیوانہ
درِ مقتل ، کہیں یوں ہی چھلک جائے نہ پیمانہ
دلِ مشتاق کو تھا اشتیاقِ دید ہی کافی
خدا کا شکر گذرا تو وہ گرچہ بے نیازانہ
عجب بے التفاتی ان میں ہے دستور یہ لیکن
جو مدہوشی ہو رندوں پر سنبھالے پیر میخانہ
نہیں اب قرب، ہے دوری مگر پھر بھی اثر یہ ہے
ابھی تک یاد ہے تیری ادائے پاک بازانہ
گئی صورت، گئی سیرت، مگر دل اب بھی زندہ ہے
جھلکتا شیشۂ دل میں ہے تیرا نور روزانہ
شمع جب جل گئی تو فکر کیا راہِ وفا یہ ہے
کہانی سر پٹک کے کہہ کے پھر سوجائے پروانہ
جلی شمع، جلایا دل کو ، روشن کرگئی عالم
نہ جانے موت آئی یا کہ ہے مدہوش پروانہ
بنائے ہستیِ اِنسان یوں رکھی گئی رہبر
کہ بے گانہ یگانہ ہو ، یگانہ ہووے بے گانہ

ساوَنی

ہائے اُو جھوم کے آنے والے　　عدم آباد کے جانے والے

ایک دو بول سہی کچھ تو بول　　دیکھ کہتے ہیں سرہانے والے

کاش احساسِ غمِ گل ہوتا　　تجھ کو اے گیت سنانے والے

چشمِ نم عرض کر رہی ہے کچھ　　ارے او روٹھ کے جانے والے

بالک ہٹ ٹھیک نہیں مان بھی جا　　ہیں کھڑے دیکھ منانے والے

آسماں پھر نہ میں آؤں گا کبھی　　لے سَتا خوب ستانے والے

چند ایام پہ موقوف حیات　　سوچ رکھ دھوم مچانے والے

تو گیا، یاد تیری باقی ہے　　آہ ! اُو دل میں سمانے والے

تیری مرضی ہی فقط ہے مطلوب　　چشمِ رہبرؔ کو رلانے والے

آسماں کیسی سزا دی تو نے　　روتے ، میں آج ہنسانے والے

اپنے جلوؤں سے کبھی مجھ کو نواز　　لَنْ تَرَانِیْ کے سنانے والے

نالہ و آہِ غم رہبرؔ سن　　ارے او ساوَنی گانے والے

☆☆☆

برنا ندی کا پنگھٹ

پنگھٹ کی مہ رانی دیکھی، اک بھرپور جوانی دیکھی
گیسوؤں کی ملھاریں سن لیں، روپ راج کی رانی دیکھی

اتنی الڑھ شوخ تھی ناری چنچل منچل نیند کی ماری
مست جوانی بھری تھی جل تھل برنا رت وہ سہانی دیکھی

راہ کو چیرے اپنے پیروں جیسے دریا کی موجیں ہوں
جیسے کھیل کی منچل دنیا، گویا اک مہ رانی دیکھی

پیاری ناری دو بولوں سے دل کو خوش کر دیتی میرے
شرم مگر بیروں سے لگی سی ہر دم ہمارے جانی دیکھی

آزادئ شہروں سے اچھی یہ دیہات کی نگری
میں نے عجب محسوس کیا جب ان کی سب من مانی دیکھی

ساڑی کے رنگوں میں گویا چاندی کی رنگت سوئی تھی
اس پر بھی یہ ظلم تھا ہم دم سبزوں کی فراوانی دیکھی

رہبؔر میں نثار اس سادگی پہ دیہات تجھے ہی زیبا ہے
یہ شہر کے لوگ کیا جانیں گے حسن کی جو تابانی دیکھی

ٹوٹے ساز

باغباں کیوں تیرے دل کے آج ٹوٹے ساز ہیں
کیا کسی گل کو مسلنے کے نئے انداز ہیں

ساقی! میخانہ مبارک، تیرا ساغر، تیرا جام
تیرے ہر ظرف نظر اک راز با آواز ہیں

گل گلستاں کے گئے اور ہر کلی مرجھاگئی
بُلبلیں بھی آج یا کل مائلِ پرواز ہیں

یاد آتی ہیں تری رنگیں نظر کچھ اس طرح
جیسے جل میں کچھ کنول مستِ خرامِ ناز ہیں

آج ہیں مرے قفس میں جابجا وہ تتلیاں
جن کو سمجھا تھا کبھی یہ سب مری ہمراز ہیں

سارا عالم جانتا ہے تو نہ جان اے بے بصر
عاشقِ گل کے لئے سب باغباں اک باز ہیں

سینۂ رہبرؔ سے نکلے گی کبھی آہِ جگر
شعلہ بن جائیں گے یکسر جو بھی دل کے راز ہیں

☆☆☆

معصوم ستارے

آزادیٔ طوفاں دیکھ چکے، خاموشیٔ طوفاں دیکھیں گے
تقدیر ہی جانے ہم بلبل ! کب فصلِ بہاراں دیکھیں گے

گلشن میں جو بلبل ناداں ہے، وہ ظلم کو رحم ہی سمجھے گی
وہ دل کی طبیعت کیا جانیں نظروں کو جو خنداں دیکھیں گے

شب بھر اپنی معصومی پر تاروں نے دھوم مچائی تھی
پھر بعد سحر معلوم ہوا، خورشید درخشاں دیکھیں گے

دامن کا چھڑانا چہ معنی، اپنے ہو کر ہیں بیگانے
وہ یاد کریں گے ہم کو بھی جب شعلہ بداماں دیکھیں گے

امید سے کتنے گل تجھ پہ قربان ہوئے اے ارض چمن
کیا ان کے دلوں امید نہ تھی ہم ابر بہاراں دیکھیں گے

دیکھا بھی نہیں اب تک رہبر دل پھر بھی دھڑکتا ہے اکثر
کیا جانے ہوش رہے نہ رہے جب جلوۂ جاناں دیکھیں گے

☆☆☆

بے چوک نشانہ

کبھی یاد کرتا ہوں اپنا زمانہ
تو بس بھول جاتا ہوں ان کا نشانہ

یہ رت یہ گھڑی آہ موسم سہانا
وہی اس کی ہٹ اور میرا منانا

خدارا کوئی اور جدت ہو ساقی
ہر اک ظرف مے ہو چلا ہے پرانا

کبھی عرش پر ہے کبھی فرش پر ہے
میرا آشیانہ ، عجب آشیانہ

وہ احسان میرے وہ اکرام میرے
نہیں بھول سکتا کبھی بھی زمانہ

بہت سن چکا باغباں تیری باتیں
ادا جاہلانہ، صدا جاہلانہ

مٹایا تو گل چیں نے میرے نشاں کو
مگر گل کے لب پہ ہے میرا ترانہ

جو دیکھے تو پتھر بھی شق ہو پڑے گا
میرا ظلم سہنا، تیرا مسکرانا

اخوت محبت کے داعی ذرا سن !
یہی اک ستم کا ملا تھا بہانا

بہت میں بھی کھیلا ہوں رنگ چمن میں
نہیں چوک سکتا مرا بھی نشانہ

جلادیں اگر وہ چمن تو کرم ہے
مگر جرم رہبر تیرا مسکرانا

مینائے محبت

بدل ڈالا زمانے نے میری دنیائے الفت کو
کہ اب رنگ چمن بھاتا نہیں میری طبیعت کو

یہ ساغر کی کھنک محفل میں تیری ساقی کیا معنی ؟
عجب کیا ہے کہ ٹکڑے کردے مینائے محبت کو

چمن میں دیکھ کر بلبل کی حالت دل یہ کہتا ہے
نہ جانے کیوں زمانہ اور باقی ہے قیامت کو

بہار جانفزا بعد خزاں کہنے کو آئی تو
زمانے میں مگر کم لوگ سمجھے ہیں حقیقت کو

میرے ساتھی! بہت مجبور پابند سلاسل ہوں
نہ قولِ دل سمجھ لینا میری گل چیں حمایت کو

حریفو! میں بھی خود داری کا بندہ ہوں سمجھ لینا
جو عزت پر میری آئی پلٹ دوں گا حکومت کو

کبھی وہ وقت تھا قدموں میں جب سارا جہاں دیکھا
کبھی یہ دن ، نہیں سنتا کوئی میری شکایت کو

تمہارے لب کی وہ جنبش ہوا کی جیسے دو پتی
جو شرما دے چمن کی ڈالیوں کی بھی نزاکت کو

یہ برق جور کی کالی گھٹا ہے غور کر ناداں
ہمیشہ کے لئے ہوگی مضر تیری زراعت کو

ہمارے گل کو توڑو اور پھر ہم کو وہی گل دو
میرے گلچیں سلام آخری تیری عنایت کو

نہیں ہوتا اثر کچھ بھی کسی رندِ خراباں پر!
ارے واعظ شراب جذب دے اپنی خطابت کو

ہزاروں بار دیکھا اور لاکھوں بار جانچا ہے
جناب شیخ کی ہر ہر ریاضت کو ہدایت کو

زباں خاموش ہے نظریں بھی میری بند ہیں لیکن
زمانہ جانتا ہے پھر بھی کیوں ان کی عداوت کو

غم وحزن و الم کا آج مخزن قلب رہبرؔ ہے
صدا دیتا ہے بارم بار ایفائے محبت کو

رنگ حنا

رنگ گلشن ہے وہی رنگ حنا کوئی نہیں
بلبلو! تم میں بھی اب تو باوفا کوئی نہیں

ناخدا بھی تھا پریشاں کشتی گرداب سے
جب کنارے آگئے تو ناخدا کوئی نہیں

درد دل کس جا تو لایا اس کے در سے کھینچ کر
یہ بھی کوئی راہ ہے کہ آشنا کوئی نہیں

آسماں اتنے غضب آخر دکھاتا ہے تو کیوں؟
کیا فضائے دہر میں اب دل جلا کوئی نہیں

کشتی والے مضطرب ہیں موج کی اک لہر سے
ساکنانِ بادباں کیا؟ ناخدا کوئی نہیں

جان وروحِ دل سے بھی تو تھا قریب اے رازِ دل
پھر بھی کہتا ہے جہاں تیرا پتا کوئی نہیں

ایک تنکے کے سہارے جینے والے جی گئے
حیف اس کمزور پہ ہے آسرا کوئی نہیں

اس کے عشق لم یزل کا ہوں شکار اے دوستو
ابتدا جس کی نہیں اور انتہا کوئی نہیں

جب کبھی رو داد عشق دوست کو کرتا ہوں یاد
دل یہی کہتا ہے ناداں ابتدا کوئی نہیں

میرے زخم دل کا آخر کیوں نہیں ہوتا علاج
سن رہا ہوں مرض دنیا لا دوا کوئی نہیں

پر کٹے گلشن میں لیکن کہہ دے مالی ہے روا
ظلم جو ہے ناروا ہے ہاں روا کوئی نہیں

کاش رہبر بے حجابانہ وہ شوخ آئے یہاں
دل کہے بے ساختہ اب مدعا کوئی نہیں

لبِ اعتبار

آئی خزاں چمن میں بہار غبار سے | اب گل کی یاد پوچھو میرے انتظار سے
عالم کا ذرہ ذرہ ہے بے چین و مضطرب | فریاد کب تلک ہو دل بیقرار سے
اے ناخدائے کشتی امت تو ہی بتا | کیسی گذر رہی تھی خزاں کے دیار سے
تارے غروب ہو چکے اور آسماں سیاہ | یہ راز کوئی پوچھے نگہ اشکبار سے
کتنی کلی امید کی چٹکی تھی تیرے دل | اے باغباں نظر نہ ملانا غبار سے
کرتا ہے آج تو ہی مجھے دم بدم خطاب | رسوائی سے نکلا تھا تیری رہگذار سے
اب تک نہ گل کے پاسباں سمجھے مزاج گل | نادانی ہے سرور سمجھنا نکھار سے
وہ آج دست دوستی پھیلا رہے ہیں پھر | کھائے فریب جن کے لب اعتبار سے
کہنے کو وہ حسین ہیں اور جام بھی حسین | اے رند زہر! بچ کے شراب انار سے
اس وعدۂ بہار میں پوشیدہ ہے خزاں | بس خار ہی ملیں گے تمہیں لالہ زار سے
دل پوچھتا ہے حال چمن مجھ سے بار بار | کیا کیا کہوں میں اپنے دل داغدار سے

سب کچھ سہی چمن میں مگر رہبر حزیں
بچ بچ کے تم بھی رہنا کسی ہوشیار سے

تاریخی رات

رات تھی وہ رات جس میں حسن کا تھا کارواں
بات تھی وہ بات کوئی عشق کا تھا میہماں
چاند اک روشن فلک پر اک قمر تھا زیر بام
تھے مچلتے جھومتے دل کے زمین و آسماں
موسم رنگین بادل کی قطاریں تھیں سبھی
ٹھنڈی ٹھنڈی تھی ہوا قربان جس پہ ہر سماں
پیکر عشق و وفا ہے بارگاہِ حسن میں
فلسفی کی بھی نہیں کھلتی جہاں دم بھر زباں
گلشن نوحسن کا جس کی ہر اک ڈالیں حسیں
عشق کی بالیں بھری ہے تلملاتا ہے جہاں
ایک دریا ہے جو ناگن کی طرح بل کھا رہا
ایک گلشن کی کلی ہے مست لیکن بے زباں
کوئی ناگن ہے جو ڈسنے کے لئے بیتاب ہے
کوئی رند مست جس پر چھا گئی ہوں مستیاں
گویا اک آندھی ہے جس میں ہر طرح کا شور ہے
یا کوئی شعلہ ہے جو بڑھتا ہے بے وہم گماں

ظرف مے جیسے کوئی بھر کر ابال اب کھا رہی

یا کوئی بیتاب دریا جھیل سے ہوگا رواں

دیکھنا انجام کو ہے آج اے عشق حزیں

حسن کو درکار ہیں اب کچھ تیری قربانیاں

سن کے یہ دریا کی موجوں میں ہوا گم عشق بھی

توڑ لی بڑھ کر کلی، بے انتظار باغباں

زہر کی پروا ہی کب تھی پی گیا سب بے خطر

زندگی سے دور ہوکر آگیا ہوش وگماں

لڑ گیا شور جنوں سے بے خودی میں عشق بھی

ہوگئی خود نرم یہ سب دیکھ کر برق تپاں

پی گیا جب مے تو پھر تھی ہوش میں بنتِ عنب

یک بیک آہستہ ہی دریا کی سب نیرنگیاں

ہوگیا سب کچھ جو ہونا تھا سہانی رات میں

یعنی حسن و عشق کا پورا ہوا ہر امتحاں

لکھ دیا رہبؔر نے جو بھی لکھ دیا بے باکیاں

سچ ہے یہ کہ شاعری ہوتی ہے بے وہم وگماں

رات رانی

پاسبانو! پاسبانی دیکھ لی — ہر نظر کی مہربانی دیکھ لی
آئے، بولے، ہنس دیئے، پھر چل پڑے — چار روزہ زندگانی دیکھ لی
اب چمن کا رنگ رنگیں ہو چکا — باغباں کی باغبانی دیکھ لی
گل کا دامن چاک دیکھا رات کو — صبح کو پھر نوحہ خوانی دیکھ لی
مالئِ گلشن کا وہ ظلم وستم — بلبلوں کی بے زبانی دیکھ لی
جن لبوں سے جا ملے تھے لب میرے — ان لبوں کی گل فشانی دیکھ لی
بے خودی میں چاندنی سمجھا کئے — ہوش میں سب ظلم رانی دیکھ لی
اس قدر مغرور بت کا کیا سبب — یعنی عمر جاودانی دیکھ لی
جو میرے تھے رخ کو پھیرے چلدیئے — مجھ میں کوئی ناتوانی دیکھ لی
ہم سفیروں سے پریشاں ہوگیا — رک گئے جب رات رانی دیکھ لی
اس شبابی دور پہ کب تک ہے ناز — سارے عالم کی جوانی دیکھ لی

سنتے تھے رہبؔر تیری بپتا کہاں ؟
یوں تیری جادو بیانی دیکھ لی

گنگ وجمن

صیاد ظلم کرلے مظالم سہیں گے ہم
پر بات حق جو ہوگی تیرے منہ کہیں گے ہم

مؤاج بحر ہیں نئی طغیانیاں لئے
گنگ وجمن کے دھارونسے آگے بہیں گے ہم

آندھی اٹھے پتنگے بھی مر جائیں بار بار
پر مثل شمع دنیا میں روشن رہیں گے ہم

دریا کے چند نالے ہیں جو چند رخ پہ ہیں
کیا ہوگا ایک راہ جو مل کے بہیں گے ہم

گلشن کے باغبانو ذرا ہوش سے لو کام
بلبل کے نوحے مرثیے کب تک سنیں گے ہم

اک موڑ سے مڑے ہیں مگر منزلیں ہیں ایک
آگے ہوں یا کہ پیچھے کبھی تو ملیں گے ہم

رہبریوں نالے مرثیے نوحے سے فائدہ
جن کے مقابل ان سے بھی آگے چلیں گے ہم

لونڈی

کبھی جو اپنے گلشن تک نگاہ باغباں پہنچی
تو ظلم وجور کی لونڈی برنگ مہرباں پہنچی

میرے محبوب آ بھی جا، ستارے ہوگئے مدھم
طلب میں دید کی تیرے وہ نیچے کہہ کشاں پہنچی

حریم من سنبھل کر اب ذرا آگے قدم رکھنا
جوانی مہرباں تیری کہاں سے اب کہاں پہنچی

بہار آئی مگر اہل بہاراں ہوگئے رخصت
بدل کر رنگ گلشن میں دوبارہ پھر خزاں پہنچی

وہ مے مشتاق تھے جس کے لئے سب میکدے والے
وہی مے ہم نے دیکھی نزد پیران مغاں پہنچی

کبھی جو ہم نے تاریخ خزاں کو کہہ سنایا ہے
تو قبل از داستاں دل میں بہت آہ وفغاں پہنچی

قفس میں شور جو بلبل مچاتی تھی وہی اب تو
چلی آزاد سوئے گلستاں پر بے زباں پہنچی

نہیں اظہار درد غم مکمل ہوگا یوں رہبرؔ
جو اپنے گل کے دامن تک نگاہ باغباں پہنچی



نسیم کوئے یار آئے نہ آئے — خدا جانے بہار آئے نہ آئے

تسلی آج تو تم دے رہے ہو — مگر کل پھر قرار آئے نہ آئے

نظر بھر دیکھ لے تو اے نظر آج — نظر پھر روئے یار آئے نہ آئے

لگا لے سینے سے اے دل کہ کل کی — خبر کیا اس کو پیار آئے نہ آئے

خبر اس کو نہیں لیکن یہاں میں — ہوں محوِ انتظار آئے نہ آئے

مرے بس میں نہیں اس کو بلانا — ہے اس کو اختیار آئے نہ آئے

گلستاں کی بہاریں کہتی ہیں آج — کہ کل جانِ بہار آئے نہ آئے

ہمیشہ جیت کے سہرے ملے ہیں — گلے میں پھر یہ ہار آئے نہ آئے

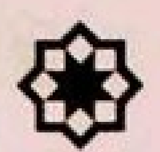
دلِ دیوانہ جلدی اور جلدی — کہ پھر یہ دورِ دار آئے نہ آئے

سچائی کی میں قیمت چکا دوں — مری جاں جانِ زار آئے نہ آئے

مری تو خاک اب بن بن اڑے گی — ترے دل میں غبار آئے نہ آئے

قدم دھیرے اٹھا نادان رہبر
کہ پھر یہ رہ گزار آئے نہ آئے

☆☆☆



درد کا اور کیا مزہ ہوگا — جیتے جی کوئی مرگیا ہوگا

پھر چمن میں بہار آئی ہے — تو کہیں مسکرادیا ہوگا

دل کو بے چینیوں نے آگھیرا — کوئی پہلو بدل رہا ہوگا

لوگ کہتے ہیں رات آپہنچی — کوئی زلفیں بکھیرتا ہوگا

چاندنی آج کیوں چٹک اٹھی — رُخ سے زلفیں ہٹالیا ہوگا

آج پھر صبح مسکرائی ہے — تو کہیں سو کے اُٹھ گیا ہوگا

کس سبب ہے حرارتِ خورشید — اس نے چتون بدل دیا ہوگا

خلق کہتی ہے آگیا سیلاب — تونے آنسو بہادیا ہوگا

جب بھی آئےخزاں تیرے جھونکے — میں نے جانا کہ وہ خفا ہوگا

جب خبر میری موت کی پہنچی — کہہ دیا چھوڑو مرگیاہوگا

پھر لرز اٹھی کائناتِ وجود — کوئی گل اور کھل رہاہوگا

کہہ رہے تھے کسی سے وہ رہبر
راستے میں بھٹک گیا ہوگا

✿

دورانِ سفر از کپورتھلہ (پنجاب) تا سلی گڈی (بنگال)

بہ ذریعہ اسپیشل ٹرین، از ۷/نومبر تا ۱۲/نومبر ۱۹۷۶ء

جگر میں درد اٹھا قلب بے قرار بھی تھا
مگر شریک سفر اک خیال زار بھی تھا

یہ علم و فضل یہ پیشہ تو سب کو ہیں معلوم
کسے بتاؤں مجھے تیرا انتظار بھی تھا

قریب جا کے بھی منزل سے لوٹ لوٹ آیا
خود آئے گی مری منزل یہ اعتبار بھی تھا

فراق درد ہے غم ہے عجیب بے چینی
چبھن لئے ہوئے خود میں وصال یار بھی تھا

مرے تو بس میں نہ تھا، وہی ہے ایک دیوانہ
تمہیں تو عقل تھی اور اس پہ اختیار بھی تھا

تمہیں خفا ہوئے خود سے تمہیں نہ پہچانے
مری خطا تو نہ تھی پر قصور وار بھی تھا

چمن بھی خوب بہاریں بھی خوب حسن بھی خوب
مگر گلاب کے پہلو میں کوئی خار بھی تھا

جو خوش ہوئیں تو محض دل کے روٹھ جانے کو
غضب میں تھیں وہ نگاہیں تو دل میں پیار بھی تھا

تیری جدائی خزاں بن گئی تو یہ جانا
ہمارے گلشنِ ہستی کی تو بہار بھی تھا

ملی جو منزل دل کہہ رہے ہیں وہ رہبر
پڑا ہوا تو کہیں سنگِ رہگزار بھی تھا

☆☆☆



یاد جب پہلی ملاقات آئی　　ساتھ ہی یاد اپنی مات آئی
میں تو دن میں ہی سوگیا ہمدم　　جانے کب زندگی کی رات آئی
ایک ہی بات لب پہ آنہ سکی　　ورنہ آنے کو بڑی بات آئی
دیر تھا کس طرف کہاں تھا حرم　　جب تصور میں تری ذات آئی
یہ تڑپ اور چُبھن بے چینی　　یاد آئی ہے تو سوغات آئی
ضبطِ الفت کے نشاں ہیں آنسو　　جب ہوا رُک گئی برسات آئی
دیکھتے ہی کسی ماتھے پہ شکن　　میرے ہونٹوں پہ مناجات آئی
جب تری انجمن میں بات آئی　　پھر وہی یادوں کی بارات آئی
اے دِلا آج سنبھل اور سنبھل　　پھر وہی تیزیٔ جذبات آئی

عیدیں تو آچکیں کئی رہبرؔ
پر نہ اب تک کوئی شبرات آئی

☆☆☆



غمِ حیات سلامت رہے زمانے میں
ابھی ہے دیر بہت ان کے آنے جانے میں

بھڑک اٹھی ہے بجھانے سے اور آتشِ دل
تو آ کے جھانک کبھی اس نہال خانے میں

یہ دل تو کیا ہے تجھے جان نذر کردوں گا
اگر ترا ہو بھلا میرے آزمانے میں

خموش ہوگئے سب تار ساز دل کے مرے
عجیب سوز تھا ہمدم ترے بہانے میں

لگی لگی ہے نہیں آنسوؤں سے بجھ سکتی
جلا ہے خونِ جگر شمع دل جلانے میں

لو اشک بجھ بھی گئے بن کے آخر انگارے
جو کام آتے تھے اس آگ کے جلانے میں

شعور وعقل ودماغ ونظریہ فکر وغرور
بجھانے والے سبھی جل بجھے بجھانے میں

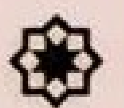
نہ اب ہوا میں وہ کیف نہ وہ مے میں سرور
جو اشک پینے میں ہے اور غم کے کھانے میں

پڑا ہے خانۂ دل مدتوں سے ویرانہ
کبھی تو بھولے سے آؤ غریب خانے میں

زمانہ بدلے بدل جائے یہ نظام جہاں
ترا ہی نام رہے گا مرے فسانے میں

ابھی تو ہوش سلامت ہے تیرے رہبر کا
ستا لے پھر نہ ملے گا مزا ستانے میں

☆☆☆



گرفتارِ بلا ہوں اور کیا ہوں — نشانِ ابتلاء ہوں اور کیا ہوں

زبانِ التجا ہوں اور کیا ہوں — دلِ بے مدعا ہوں اور کیا ہوں

میں مفلس کی صدا ہوں اور کیا ہوں — اسی گھر کا دیا ہوں اور کیا ہوں

وفا میں عمر گذری ہے مگر آج — وفا نا آشنا ہوں اور کیا ہوں

ہے نادانی یہ عرض مدعا بھی — نہ پوچھو بے حیاء ہوں اور کیا ہوں

بقا سے واسطہ کیا بے بقا کا — فنا تھا اور فنا ہوں اور کیا ہوں

نہ گھبراؤ خدا چارہ سازو — دلِ درد آشنا ہوں اور کیا ہوں

بڑھا خود جس طرف باب اجابت — اسی دل کی دعا ہوں اور کیا ہوں

یہ آنسو نوحہ و غم درد وفرقت — میں اک بختِ رسا ہوں اور کیا ہوں

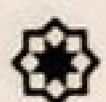
اے دنیا کیا ہے؟ پوچھا تو بولی — میں آدم کی خطا ہوں اور کیا ہوں

میں تھی جنت کی ہمسر لیکن اب تو — محض دوزخ نما ہوں اور کیا ہوں

نہ ہو جس کے مقدر میں نشانہ — وہ تیرِ بے خطا ہوں اور کیا ہوں

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں میرا رہبر
خود اپنا رہنما ہوں اور کیا ہوں

☆☆☆



وہی ہے آج بھی بینا وہی ہے آج بھی دانا
نہ جس نے آپ کو دیکھا نہ جس نے خود کو پہچانا

تھکا ہارا مسافر ہوں ذرا سی نیند آئی
کہیں مردہ سمجھ کر میرے بالیں سے نہ اٹھ جانا

بھلادوں میں زمانے کو مگر دل تو نہ بھولے گا
وہ خوش ہوکر ترا جانا خفا ہوکر ترا آنا

جفاؤں نے مجھے تو قتل کرڈالا- دعا یہ ہے
خداوندا! پس مردن اُسے آجانا شرمانا

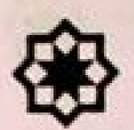
چلے آؤ دمِ آخر نگاہیں منتظر بھی ہیں
انھیں ہاتھوں سے اپنے بند کردینا چلے جانا

یہ عقل وفکر بھی ترکِ تعلق تک چلے آئے
سبھی مانے مگر نادان تھا یہ دل نہیں مانا

کہیں زندہ نہ ہوجائے کہ ہے بس نیم مردہ دل
مسیحا ہو خدا را-اس کو باتوں سے نہ بہلانا

کسی معصوم بسمل کا ہے خوں ، ہاں معاف کردینا
تمہیں اپنی اداؤں پر اگر پڑجائے پچھتانا

☆☆☆



آج دل پھر اداس راہوں میں　　کھوگیا آپ اپنی آہوں میں

تیری زلفوں کی یاد آتی ہے　　اور برسات ہے نگاہوں میں

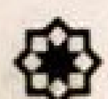
ہائے کیا شے ہے پارسائی بھی　　ایک ہلچل سی ہے گناہوں میں

جانے یہ کیا خیال آیا ہے　　کیوں یہ لرزہ ہے میری باہوں میں

چند قطروں کی بھیک دے نہ سکیں　　اک سمندر تھا جن نگاہوں میں

سوسو انداز و ناز اور یہ دل　　تھا فقیر آگیا ہے شاہوں میں

دیکھو رہبر سنبھل کے رکھنا قدم
ہیں رقیب اب کمین گاہوں میں



دوستوں کی محفل میں دل کو جب قرار آیا
دشمنوں کی باتوں کا تم کو اعتبار آیا

ہونٹ بھی لرزتے ہیں روح بھی لرزتی ہے
جانے کیسے عالم میں دل تجھے پکار آیا

عشق کے مقدر میں وصل التفات بھی تھے
پر ہماری قسمت میں ایک انتظار آیا

بے رخی سے دیکھا تھا تو نے جس کو اک لمحہ
آج تک اس دل کو ایک پل قرار آیا

گل کی آرزو لے کر میں چلا گلستاں کو
دیکھ میرے دامن میں پھر اُلجھ کے خار آیا

غمزدہ کیا دل کو دے کے تو نے مایوسی
کون جانے کیوں پھر بھی دل کو تجھ پہ پیار آیا

✿

ایک دن دیکھا تھا ہم نے آستانِ آرزو
زندگی جب ہوگئی تھی میہمانِ آرزو

لوگ کہتے ہیں جہاں ہے یہ جہانِ آرزو
ایں حیات اِک فرد است از خاندانِ آرزو

ہوش سے کچھ کام لو اے کشتگانِ آرزو
گم نہ ہوجائیں کہیں ہوش و گمانِ آرزو

آرزوئے جاں ہے کوئی کوئی جانِ آرزو
جس طرف بھی دیکھئے ہے داستانِ آرزو

موت کی راہوں تلک ہیں رہروانِ آرزو
دیکھنا مدھم نہ ہوں نام ونشان آرزو

خود بخود کھل جائیں یہ سب رازہائے زندگی
ٹھہرے گردم پھر کہیں یہ کاروانِ آرزو

گنبد افلاک کی یہ وسعتیں بھی تنگ ہیں
اس قدر وسعت نما ہے آسمان آرزو

کون سمجھے گا تیرے آفاق کی پہنائیاں
ایک تو ہے آرزو بس رازدانِ آرزو

راحت و فرحت سرور و کیف و نغمہ و سرود
ہے نشاط افزا سدا یہ کاروانِ آرزو

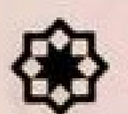
یہ پری آزاد خو، انسان ڈالے ہے کمند
ہوش پہلے قول پھر بن پاسبانِ آرزو

ہے کلی سے پھول تک تیرا بہار افزا جمال
نارسیدانِ خزاں اے گلستانِ آرزو

ہم تو اک مہمان تھے مہمان بن کر رہ گئے
دیکھنا ہے کوئی ہووے میزبانِ آرزو

تیرا راہی اور کا رہبر عنایت سے تری
کہہ رہے تھے کل یہی کچھ شاعرانِ آرزو

☆☆☆



آرزو دیکھو آرزو نہ رہے　　جستجو صرف جستجو نہ رہے

کیا ہوا ہم جو سرخرو نہ رہے　　تیری شمشیر بے لہو نہ رہے

آہ سن لے کہ دل سے نکلی ہے　　کل یہ انداز گفتگو نہ رہے

اس لئے آرہے ہیں یہ آنسو　　کہ عبادت ہے بے وضو نہ رہے

دعوتِ قتل پھر کسے دوگے　　ہم تمہارے جو روبرو نہ رہے

جو بھی کرنا ہے آج کر ناداں　　کیا خبر کل تری یہ خو نہ رہے

ساقیا میکدے سے میں جو گیا　　دیکھنا جام اور سبو نہ رہے

آج انسان کا یہ عالم ہے　　جیسے خوش رنگ گل ہو بو نہ رہے

میں تو مٹ جاؤں پر مرے ہمدم　　شرط اک ہے کہ تو بھی تو نہ رہے

کشت دل یوں نہ پھونک دے ظالم　　جس میں پھر قوت نمو نہ رہے

ڈھونڈھیے اب کوئی معشوق ایسا　　دل میں آئے تو چار سو نہ رہے

آج انکار کی جو عادت ہے　　کاش کل تک یہ ہو بہو نہ رہے

شاعری بے غزل ہے یوں رہبرؔ
زندگی ہو پر آبرو نہ رہے

☆☆☆



شب غم ہے میری تنہائی ہے
آج پھر تیری یاد آئی ہے

ڈوبنے کو ہے کائنات وجود
جذبۂ دل تری دہائی ہے

آپ کا کیا قصور دل جو لیا
میں نے تقدیر آزمائی ہے

ایک پل کو سکون مل نہ سکا
ہائے کیا غم غمِ جدائی ہے

یاس وغم لے کے رات آئی ہے
اس لئے شمع دل جلائی ہے

بات آنے پہ روٹھنے والے
اب تو ہونٹوں پہ جان آئی ہے

آپ پردے میں اور میں ظاہر
واہ کیا ذوقِ خود نمائی ہے؟

☆☆☆

۱۹۸۱ء

زندگی اِک کتاب ہے اے دوست
ہر قدم ایک باب ہے اے دوست

کام آجائے گر کسی کے تو خوب
ورنہ جینا عذاب ہے اے دوست

اِک امانت ہو تو کروں واپس
کیا کروں بے حساب ہے اے دوست

تیری ہر بات اِک امانت ہے
اور پھر لاجواب ہے اے دوست

دِل جو سنبھلے گا خود سنبھالے گا
دِل کا جو انتخاب ہے اے دوست

اب تو دوروں کے دَور میں ہے دل
اِک عجب اضطراب ہے اے دوست

اپنے بیتے دنوں میں ساری حیات
تجھ سے بھی خوب خواب ہے اے دوست

☆☆☆



ترا لطف و کرم کچھ کم نہیں ہے
کہ شمع غم ذرا مدھم نہیں ہے

نہ پونچھ آنسو مرے اے دامنِ دوست
شرار غم ہے یہ شبنم نہیں ہے

اُمڈتی آرہی ہیں پھر گھٹائیں
تمہاری زلف تو برہم نہیں ہے؟

نہ چھینو مجھ سے اس کو چارہ سازو
کسی کا غم ہے میرا غم نہیں ہے

اگر تو بھی ہوا خاموش مجھ سے
جہاں میں پھر کوئی ہم دم نہیں ہے

علاج زخمِ دل ہو پَر نہ آنا
یہ زخم اب لائقِ مرہم نہیں ہے

مجھے اب عقل کیوں آنے لگی ہے
تری زلفوں میں شاید خم نہیں ہے

نہ چھیڑو آرزوؤ، التجاؤ
مرا دل مجلسِ ماتم نہیں ہے

تری یادوں کی لَو ہے، زندگانی
چراغِ زیست بے ہنگم نہیں ہے

لہو میں تم نہائے ہائے رہبرؔ
کسی کی آنکھ تک بھی نم نہیں ہے

☆☆☆

جیت ہار

دن ڈھلا ، رات آئی ، ستارے چلے
دل کو تھامے ہوئے غم کے مارے چلے

ابتداء انتہا، حضرت عشق کی
کچھ اشارے چلے، کچھ شرارے چلے

آہ کیا وقت تھا، تونے ٹھکرا دیا
جان ودل، آرزو بے سہارے چلے

آنکھ نم، دل پہ غم ، آخری سانس و دم
جانے کیوں دل کی آنکھوں سے دھارے چلے

آج تونے کیا مہر و رحمت تو کیا؟
دل جلے نا امیداں سدھارے چلے

اٹھ کے بالیں سے دل تھام کہنے لگے
آج جیتے چلے ہم کہ ہارے چلے

میں سمجھتا ہوں کہ میں تمہارا چلا !
تم نہ کہنا کہیں کہ ہمارے چلے

جن کو رخ تک دکھانا گوارا نہ تھا !
لحدِ رہبر پہ دامن. پسارے چلے !

انسانیت

آج آسان ہے ، کافر و مسلماں ہونا
لیک دشوار ہے انسان کا انساں ہونا

اب بھی مجبور ہے مزدور و بنت مزدور
خون مظلوم سے جاری ہے چراغاں ہونا

قیس مجنوں کو ذرا ہوش میں آجانے دو
اب بھی ممکن ہے طوافِ درِ جاناں ہونا

بے رخی مالیِ گلشن کی اگر قائم ہے
جب تو مشکل ہے گل و سنبل و ریحاں ہونا

آندھیوں سے جو بچا برق نے برباد کیا
حیف تقدیر تھی گلشن کا بیاباں ہونا

روشنی پاکے اگر چمکے تو مسرور ہو کیوں
خوں رلاتا ہے ہمیں شمع شبستاں ہونا

حیف تقلید پسندی نے کیا خونِ زاغ
خواب ہی خواب تھا طاؤسِ گلستاں ہونا

سہل رہبر تو ہے سب لیک بقول غالبؔ
"امر دشوار کسی شے کا ہے آساں ہونا"

موج غم

مرے دل کی نہ جانے کیا صدا ہے   کہ یہ نادان خود مجھ سے خفا ہے
ڈبونے لے چلا ہے آج مجھ کو   میری کشتی کا جو خود ناخدا ہے
جگاتی ہے جو دل پر صبح آکر   وہ موج غم ہے باد صبا ہے
بجائے شبنم رنگیں شرارے   یہی دنیا میں دستور وفا ہے
ہماری بے زبانی بھی ہے بدنام   وہ بیجا بھی اگر کہہ دیں بجا ہے
کھلی جب آنکھ تو رحمت کے بدلے   لہو ہے اشک ہے دست دعا ہے
الٰہی چھین لے میری بہاریں   کوئی غنچہ چٹک کر کہہ رہا ہے
کبھی بلبل اڑے گی اس چمن سے   جہاں پر آشنا نا آشنا ہے
مجھے یہ بھی نہیں احساس رہبرؔ
کہاں میں ہوں کہاں میرا خدا ہے

غزل

وہ دل کیا حریت کا راز زنداں آشیاں سمجھے
جو گل کو خار اور صیاد ہی کو باغباں سمجھے

سمجھنے کی جو کوشش کی تو جانے کیا سے کیا سمجھے
نہ آہِ دل کو وہ سمجھے نہ پوشیدہ فغاں سمجھے

یہ بعدِ انقلابِ دہر آیا عقل میں اپنی
خزاں کو فصل گل سمجھے بہاروں کو خزاں سمجھے

میرے رہرو تری رفتار کچھ ایسی نرالی ہو
نہ رفتارِ زمیں سمجھے نہ دور آسماں سمجھے

جو گمراہی سے بچ کر آئے بھی رہ پر تو یوں آئے
فضا میں خونِ مظلوماں کو گردِ کارواں سمجھے

محض یہ فرق ہے شیخ و برہمن کے تخیل میں
یہ کوئی آستاں سمجھے وہ تصویر بتاں سمجھے

نہ کر ناصح سمجھنے کی سعی دستوریاں یہ ہے
کہے گر مرثیہ گو کچھ تو اس کو نوحہ خواں سمجھے

☆☆☆

غزل

میں سوچتا تھا راہرو کہ راہبر کو چھوڑ دوں
مگر بضد ہے ہم سفر کہ رہگذر کو چھوڑ دوں

یہ سہل ہے مرے لئے خود اپنے سر کو چھوڑ دوں
مگر مجھے محال ہے کہ ان کے در کو چھوڑ دوں

چمن وہ جس کی خاک میں ہے جذب خونِ دل مرا
اسی کو کہہ رہے ہو تم کہ عمر بھر کو چھوڑ دوں

شفق کے بعد پھر سے ڈبڈبا رہے ہو اب تلک
ستارو کس امید پہ تمہیں سحر کو چھوڑ دوں

قفس میں وہ جکڑ کے میرے بال و پر کو کہہ گئے
نہ جانے حشر کیا کرے جو بال و پر کو چھوڑ دوں

نظر کو موڑتے ہیں وہ جگر کو موڑتا ہوں میں
وہ فکر و فن کو چھوڑ دیں تو میں ہنر کو چھوڑ دوں

☆☆☆

بات

نہ راہرو کی بات ہے، نہ راہبر کی بات ہے
سناؤں ناصحو! میں کیا، یہ میرے گھر کی بات ہے

زبان سے ہو کیا ادا، قلم سے ہو یہ کیوں رواں
نظر نظر کی بات ہے، دل وجگر کی بات ہے

جو راز دان ہے میرا، جو پاسبان ہے میرا
جو درد بھی دوا بھی ہے اس ہم سفر کی بات ہے

ابھی تو ہوں رواں دواں سکون ہو تو کچھ کہوں
ابھی ہیں دور منزلیں یہ رہگذر کی بات ہے

جہان پر عیاں نہ ہوں کسی کی مہر بانیاں
ستارو چپ رہو ابھی مرے قمر کی بات ہے

جھکا دیا کہ جھک گیا بعید ہے یہ فیصلہ
یہ تیرے در کی بات ہے وہ میرے سر کی بات ہے

وداع کی وہ منتیں، وہ رخصتی کی سسکیاں
زباں کو دل نے چپ کیا کہ چشم تر کی بات ہے

ہنسا گئی ، رلا گئی، بنا گئی، جلا گئی
یہ شام کی ہے داستاں یہی سحر کی بات ہے
یہ ابتدا وانتہا کے الجھے الجھے مسئلے
وہ ترے دل کی چاہ یہ تیری نظر کی بات ہے
اے رہروان قافلہ ! چھپاؤ رہ کے پیچ وخم
تمہارے اک گناہگار راہبر کی بات ہے

سلام

اے میرے محبوب سلام　　دیکھا الفت کا انجام
میری رسوائی ہووے　　تجھ پر نہ آئے الزام
میرا زخم رہے گہرا　　تیری آنکھ نہ ہو بدنام
میری دعا بھی ساتھ رہے　　تجھ پہ ہزاروں بار سلام
آج بھی روشن دل کا چراغ　　آج بھی گردش میں ہے جام
آنسو بھی محبوب ہیں کیا؟　　جب ہی نہیں کچھ آتے کام
تیری قسم اے دشت جنوں　　یاد میں دل کے ہر ہر گام
زلفیں گرسیدھی کچھ خم　　راہی بھی کچھ خاص وعام
آنکھ کے آنسو ؟ مجبوری　　ہونٹ کی لرزش دل کا پیام
وصل کے دن سب اک ساعت　　ہجر کی شب لاکھوں ایام
گاہے مسرت کی لہریں　　گاہے یکجا لاکھ آلام
گاہے چتون مثل کماں　　گاہے محبت کا پیغام
زاہد میخانہ میں مست　　رند کو مسجد میں آرام
صبح کی پو پھٹتے پھٹتے!!　　آناً فاناً آگئی شام

ہجر تیرا یا وصل تیرا لطف ہے جب ہو جائے مدام
توڑ دیا صیاد کا جال صید کبھی از خود در دام
دل ان سے مبہوت رہے لب پہ مسلسل ان کا نام
رات کسی نے ان سے کہا
رہبؔر کے دامن کو تھام

آ گئے ہم

تیرے در پر آ گئے ہم آخر منزل پا گئے ہم
دیکھنے تیرا نقش قدم دار و رسن تک آ گئے ہم
تجھ کو خبر بھی ہے ہمدم کس کی نظر کو بھا گئے ہم
ایسی چال نہ چل مالی گل بھی کہے شرما گئے ہم
تیری گھٹا جس جا چھائی اشک وہیں برسا گئے ہم
لاکھ تیری نظریں بدلیں ذہن پہ تیرے چھا گئے ہم
تیری بدولت ذوق جنوں اکثر دھوکے کھا گئے ہم
تیری نگاہ کے حملہ سے پہلے ہی تھرا گئے ہم
تیری غیرت کے صدقے اپنی خودی دکھلا گئے ہم

رہبر سے وہ کہتے ہیں
راہ پہ تیری آ گئے ہم

☆☆☆

دیوالی پر ایک خط

۱۹۷۶ء

یہ چراغوں کی قطاریں ہیں کہ کوئی ہار ہے
ہر طرف ہے روشنی جگ مگ ہوا سنسار ہے
جس مکاں کو دیکھئے روشن سا اک مینار ہے
اے میرے محبوب ، دیوالی کا یہ تہوار ہے
زندگی میں ایسے موقع پر یہ پہلی بار ہے
تیرا شاعر آج تجھ سے مائل گفتار ہے

یہ تھی دیوالی مگر اب دیپ والی ہوگئی
پہلے ہندستانی اب ہندی نرالی ہوگئی
میں نے مانا ملک میں اب یہ مثالی ہوگئی
روح کے احساس سے لیکن یہ خالی ہوگئی
کوئی کہتا ہے کہ دولت کی شمع جلتی ہے آج
روپیوں کی شکل میں دیوی کہیں ڈھلتی ہے آج

روشنی تو خوب تر ہے ان چراغوں کی مگر
ڈھونڈھتی ہے آج ان میں جانے کیا میری نظر
میرے راز دل سے یہ دنیا ہے شاید بے خبر
میرے احساسات لیکن آچکے ہیں ہونٹ پر

چپ رہوں سب دیکھ کے یہ مجھ سے ہوسکتا نہیں
اس چراغ ظاہری میں میں تو کھوسکتا نہیں

یہ جوا سٹہ کہیں اور یہ کہیں ڈھلتی شراب
یہ کہیں مسلی ہوئی کلیاں کہیں لٹتا شباب
جس طرف جائے نظر، آئے نظر خانہ خراب
یہ کوئی تہوار ہے یا کہ مسلسل اک عذاب

روح قوم و ملک کی ان قمقموں میں جلتی ہے
اپنی لٹتی آبرو پر ہاتھ اپنا ملتی ہے

ان چراغوں کے تلے کتنا اندھیرا دیکھ لو
ہو نہ اب جس شام کا کوئی سویرا دیکھ لو
اس کو کن سانپوں نے آکر آج گھیرا دیکھ لو
کس کو رہنا تھا، لیا کس نے بسیرا دیکھ لو

روشنی تو اس لئے ہوتی ہے کہ مل جائے راہ
یہ مگر کیا ہے کہ ہوجاتا ہے گھر کا گھر تباہ

قمقموں کی روشنی ہے یا کہ خوں مزدور کا
جس کو چھڑکایا گیا ہے آج دیکھو جابجا
دور دیکھو، جھونپڑی میں گھُپ اندھیرا چھا گیا
یہ ہے گھر مزدور کا کہ جل نہ پایا اِک دیا

تیل ہی جس میں نہ ہو وہ شمع کیا جل پائے گی
روح جب بے جسم ہو تو کیسے وہ کل پائے گی

کاش کرسکتے کبھی محسوس آہِ سرد کو
اور پڑھ سکتے کسی چہرے کے رنگِ زرد کو
کاش دولت کے پجاری جانتے اس درد کو
کرگیا بوڑھا جو محنت کش جواں سے مرد کو

ہائے مجبوری دیئے کو وہ ترستا ہی رہا
ابرِ دیوالی شمع بن کر برستا ہی رہا

سنتے ہیں کہ رام کی بن سے ہوئی تھی واپسی
یہ بھی سنتے ہیں کہ پوجا مانگتی ہے لکچھمی
اِک کہانی یہ بھی ہے کہ جیل سے چھٹی ملی
یہ بھی کہتے ہیں کہ کالی خون کو ہے مانگتی

جو بھی ہو لیکن یہ دیوالی تو بس اک آگ ہے
یہ دھماکوں کا پٹاخوں کا بے ہنگم راگ ہے

حادثے ہوتے محبت کے دھماکے عشق کے
عطر الفت سے مہکتے جاتے سارے راستے
ہرطرف جاتے اگر سوز محبت کے دیے
یہ محبت کا چراغاں ہم بھی چل کر دیکھتے

ہم نے اک دن یوں بھی دیکھے خاص دیوالی کے کارڈ
جیسے ٹھہری گاڑی کو جھنڈی دکھائے کوئی گارڈ

کتنے خوش خط تھے گریٹنگ کارڈ اے میرے حبیب
تھے مگر میرے لئے یہ سب بہ اندازِ عجیب
آ ذرا تجھ سے کہوں اک بات آ میرے قریب
ان کو بھی تو دیکھ جن کے ہیں اندھیرے ہی نصیب

تم کہو گے ریت ہے یہ کیسے اس کو چھوڑ دیں
باپ دادوں سے ہے یہ اس بت کو کیسے توڑ دیں

میں تو کہتا ہوں جلا دو کھیت جو روزی نہ دے
وہ بھی کیا ہے شمع جو دردِ جگر سوزی نہ دے
اس کو کیوں دریا کہیں جو پیاسے کو پانی نہ دے
وہ ہے کیا تہوار جو بھوکے کو اک روٹی نہ دے

یہ مٹھائی بند ڈبوں کی بڑا تحفہ ہے آج
اس سے پوچھو جس کے دل میں آج بھی ہے غم کا راج

آؤ سینے سے لگالیں آج ہم اغیار کو
دیں مبارک باد ایسے آج اس تہوار کو
عام کردیں ہرطرف انسانیت کے پیار کو
یوں ترسنے دیں گے نا آسودۂ دیدار کو

سب کا یہ پیدائشی حق ہے کہ وہ آسودہ ہو
چھوڑدو اس راہ کو صدیوں سے جو فرسودہ ہو

آجلائیں مل کے اس دن وہ محبت کے چراغ
جس کا اب تک پا نہیں پائی تری دنیا سراغ
جس سے ہردل کی تمنا ہو خوشی سے باغ باغ
ہوں نشاں روشن محبت کے جہاں میں داغ داغ

وہ شمع روشن کریں جس میں سدا لہرائے پیار
ایک مدت سے زمانے کو ہے جس کا انتظار



"آرزو"

اے مرے ساتھی مرے ہمدم و میرے غمگسار
جانے کب سے تھا میرے دل کو تمہارا انتظار
دل کے آئینے پہ جیسے چھا گیا تھا اک غبار
ایک سُونا سا جہاں جیسے چمن ہو بے بہار

آرزو بن کر کرن بن کر تو دل میں آ گیا
ہر طرف جیسے اجالا ہی اجالا چھا گیا

جیسے کوئی گل کسی سوکھے چمن میں کِھل گیا
جیسے کوئی گم شدہ ہیرا کسی کو مل گیا
جیسے پتھر مدتوں کا اپنی جا سے ہل گیا
جیسے شاعر آ گیا اور عالم و فاضل گیا

تو نے زندہ کر دیا شاعر کو میری جانِ جاں
اس لئے آج اس کے دل میں تو ہے میہماں

میہماں بھی کیا حسیں ہے شوخ ہے طناز ہے
ہر ادا جس کی نرالی ہے نیا انداز ہے
سادگی پہ تیری میں سچ کہہ رہا ہوں ناز ہے
اور ہوتے ہوں گے بلبل تو مگر شہباز ہے

جس کی قسمت سے شکستیں آج کوسوں دور ہیں
کیا کریں مایوس ہیں لاچار ہیں مجبور ہیں

میں سمجھ پایا نہ اب تک کس طرف سے کیا ہوا
کیسے پیش آیا مرے دل کو حسیں یہ حادثہ
چشم آہو سے کہاں کب کس طرح حملہ ہوا
ہوش تب آیا کہیں جب درد سا پیدا ہوا

درد بھی ایسا کہ جو انمول تھا اور لاجواب
ایک نشہ ایسا کہ نہ لائی کبھی کوئی شراب

اپنے گھائل ہونے کا جب ہوگیا دل کو یقیں
ہوگیا جیسے کسی کے درد کا خود ہی یقیں
کب لگا کیسے لگا، کیوں کر لگا زخم حسیں
یہ بھی تم نے ہی بتایا بعد میں اے ہم نشیں

آنسوؤں کی دھار شاید کام اپنا کرگئی
درد کو تیرے میرے قلب و نظر کو بھر گئی

خیر جو بھی ہو یہ سب انسان کی تقدیر ہے
آنسو تو پہلے بھی دیکھے پر یہ کیا تاثیر ہے
جس طرف بھی دیکھئے تصویر ہی تصویر ہے
کون جانے خواب ہے یا خواب کی تعبیر ہے

یہ تو مستقبل ہی جانے سامنے بس حال ہے
زندگی تو جانے کتنے ماہ کتنے سال ہے

بعد میں پھر کیا ہوا ، ہوتا گیا ہوتا گیا
روشنی بڑھتی گئی اور دل کہیں کھوتا گیا
ٹھیک ہی تم نے کہا رہبر کہیں سوتا گیا
جب جگایا تم نے تو بس آنکھ سے روتا گیا

کیا خبر تھی اب یہی تقدیر کو منظور ہے
دل کا آئینہ ہیں آنکھیں یہ مثل مشہور ہے

لوگ بھی کہنے لگے یہ آپ کی ہے آرزو
دل نواز و خوبصورت دلفریب وخوبرو
ایک مدت سے کہیں پوشیدہ تر جو جستجو
ایک دن انسان بن کر آگئی وہ رو برو

اے میری جانِ غزل اے میرے دل کی آبرو
میں نہیں کہتا کہیں ناراض ہوجائے نہ تو

میں جو سویا نیند میں اک خواب سا آیا نظر
اک حسیں وادی ملی بڑھتا گیا میں بے خطر
ہرطرف گلشن کھلے تھے خوب تھی ہر رہ گزر
کچھ ذرا آگے بڑھا تو مل گیا اک ہم سفر

ہمسفر تھا خوبصورت اور کچھ بے باک بھی
شوخ چنچل خوبرو تھا اور کچھ چالاک بھی

حسن کی تعریف اس کے میرے ہمدم کیا کروں
سر سے پا تک تھا وہ اک حسن مجسم کیا کہوں
اس کی زلفوں میں گھٹا ساون کی ہردم کیا کہوں
جیسے بادل پہ ہوں بادل پیچ و خم کم کیا کہوں

سوچا اس کے سایے میں آرام اب مل جائے گا
کیا خبر تھی یہ تو بادل ہے کبھی اڑ جائے گا

آہ وہ آنکھیں کہ جن میں کھو کے یہ دل رہ گیا
کیا نشہ تھا جس سے یہ پتھر پگھل کر رہ گیا
نیم باز آنکھوں سے جانے دل سے وہ کیا کہہ گیا
داد کے لائق ہے دل پھر بھی، کہ صدمہ سہہ گیا

دل جو تڑپا زخم سے تو آنکھ سے آنسو چلے
جس طرح سے وقتِ رخصت کوئی سینے سے لگے

وہ ہرن جیسی نگاہیں کر گئیں اپنا شکار
بھولی بھالی سیدھی سادی تھیں مگر تھیں ہوشیار
ساغر و مینا کو جیسے یا کہ جام نو بہار
جن کی ہر پیاری ادامیں تھا نرالا سا خمار

خود شکاری ہوگئی ہرنی تماشہ تھا عجب
مسکرا اٹھے میری حیرت پہ وہ نازک سے لب

ہونٹ پہ پہنچی نظر جیسے کہ ہوں دو پنکھڑی
موتیوں کی اک لڑی آئی نظر جب ہنس پڑی
وہ تبسم جس میں جا کر یہ نظر میری گڑی
آج محسوس ہوتا ہے کہ آگے ہے جیسے کھڑی

ہائے وہ رخسار جن سے آنکھ تازہ ہوگئی
جن کی رنگت میرے دل کا ایک غازہ ہوگئی

پھول سا چہرہ چمکتا جیسے کوئی ماہتاب
چاندنی سے جس کی میرا دل ہوا تھا فیضیاب
دیکھنے کی بات تھی بس ہائے اس گل کا شباب
جس کے بوسے کے لئے دل میں ہوا اک اضطراب

یہ تمنا آرزو دل میں مچل کر رہ گئی
جس طرح کوئی کلی گل سے مسل کر رہ گئی

کیا بتاؤں کس قدر تھی اس کے جوبن کی بہار
اک چمن تھا اور چمن کی ہر کلی پر تھا نکھار
ہر ادا میں بجلیاں تھیں ہر صدا میں تھا خمار
میرِا دل مانند بلبل تھا تو محوِ انتظار

لیکن اس نادان کی قسمت میں کب وہ جام تھا
وہ کسی تقدیر والے اجنبی کے نام تھا

مرمریں نازک بدن میں شاخِ گل جیسی کمر
جس کے ہر حصے سے لہراتی تھی جذباتی لہر
سرو قد نازِ چمن جانِ گلستاں تھا مگر
اپنے حسنِ پرکشش سے تھا وہ شاید بے خبر

قدر اس نے قدرداں کی آج تک جانی نہ تھی
کچھ اگر جانی بھی ہو تو دل سے پہچانی نہ تھی

موسم رنگین بادل بھی قطار اندر قطار
وہ ہوا مستی بھری پتھر کو ہو پتھر سے پیار
میں تو پھر انسان تھا اور سامنے تھا حسن یار
باہوں میں اس کو جکڑنے کو ہوا دل بے قرار

تھے مچلتے جھومتے دل کے زمین و آسماں
توڑنے کو تھا کلی بے انتظارِ باغباں

جی میں آیا بھینچ لوں باہوں میں میں اس کو مگر
ہو نہ جائے وہ خفا اس بات سے لگتا تھا ڈر
اس لئے کہ زندگی ہے اب وہ میری سربسر
روٹھ جائے گی اگر تو جیتے جی جاؤں گا مر

اک طرف جذبات تھے بیتابیاں تھیں بے قرار
دوسری جانب تھا ڈر اور خوف اور یہ انتظار

پھر اچانک وہ بتِ خوش رنگ پیچھے ہٹ گیا
جیسے سایہ دور سے بھی دور تک ہوتا گیا
بس اسی عالم میں اک آواز نے چونکا دیا
خواب پر تجھ کو حقیقت کا عجب دھوکا ہوا

آئی یہ آواز تو شاعر ہے قسمت تیری خواب
آرزو ہی آرزو ہے ہر تمنا کا جواب

میں تو تھی اک آرزو تجھ کو جگانے آئی تھی
کیا حقیقت ہے تری تجھ کو بتانے آئی تھی
تو ہے رہبر تجھ کو میں رستہ دکھانے آئی تھی
چھوڑ جھپکی کھول آنکھیں یہ سکھانے آئی تھی

کھل گئی جب آنکھ تو اب ہر طرف ویرانہ تھا
''خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا''

ہے تصور میں مگر وہ جلوۂ جاناں ابھی
دل کو سمجھاؤں سمجھتا ہی نہیں ناداں ابھی
خواب تھا لیکن ہوا جاتا ہے یہ قرباں ابھی
عقل نے بھیجا نہیں شاید کوئی درباں ابھی

آنسوؤں سے آگ یہ بجھتی نہیں میں کیا کروں
آرزو اک داغ ہے مٹتی نہیں میں کیا کروں

عقل کہتی ہے تجھے جذبات کا طعنہ ملا
کہنے والے نے کہا ہے بے وفا و بے حیا
ناروا وناسزا کو چھوڑ تجھ کو کیا ملا
یہ شکستِ فاش تھی ناداں ملی جس کی سزا

عقل کی باتوں کو دل پھر بھی بھلائے دیتا ہے
جیسے کوئی ناسمجھ گوہر گنوائے دیتا ہے

دل یہ کہتا ہے مسلماں ہوں وفا ہے میرا نام
ہوں کہیں یوسف کہیں پر ہے زلیخا میرا نام
شیریں و فرہاد ہوں میں ہیرو رانجھا میرا نام
میں ہی مجنوں ہوں زمانے میں ہے پہلا میرانام

ٹھیک ہے کافر ہے وہ ، بت ہے، کہے گی بے وفا
اس لئے کہ ہے وفا کے نام سے ناآشنا

میں مگر بدنام کردوں اس وفا کے نام کو
کس طرح ممکن ہے چھوڑوں ایک اچھے کام کو
لب تلک آئے ہوئے ٹھکرادوں کیسے جام کو
سر پہ آنکھوں پہ رکھوں گا اس کے ہر الزام کو

کیسے میں اس کا بُرا مانوں کہ وہ محبوب ہے
اس سے بڑھ کر اور بھی کچھ کہہ دے مجھ کو خوب ہے

عقل کہتی ہے یہ بت ہے جو پگھل سکتا نہیں
یہ پری پیکر سہی پر ساتھ چل سکتا نہیں
اک صنم تو بس صنم ہے جا سے ٹل سکتا نہیں
لاکھ آہوں کی بھی گرمی سے یہ جل سکتا نہیں

دل یہ کہتا ہے کہ ہیں بے سود یہ ساری اڑان
وہ صنم ہو یا پری ہے میرے گھر کی میہمان

روح سے محسوس کرنے کا سبق اس نے دیا
کتنی اونچی بات تھی جس نے مجھے شرما دیا
جسم کے احساس کو میں نے بھی تب ٹھکرا دیا
روح کو پھر روح سے لے جا کہیں ٹکرا دیا

نیند سے اس نے جگایا کیا یہ کم احسان ہے؟
عقل تو نادان ہے نادان ہے نادان ہے

یہ نہیں ہے بت پرستی یہ نہیں کوئی گناہ
عقل تجھ پہ ہے مجھے افسوس اور صد بار آہ
جسم کو ہوتی اگر اس گل بدن کی کوئی چاہ
پھر تو تیری بات کی شاید نکلتی کوئی راہ

یاد رکھ اے عقل میں مسلم ہوں میری ایک بات
توڑ سکتی ہے مِری ٹھوکر ہزاروں سومنات

روح تو اک نور ہے اس کی محبت بھی ہے نور
نور کی یہ رہ گزر ہے اس کی چاہت بھی ہے نور
نور تک یہ سلسلہ ہے اس کی الفت بھی ہے نور
نور کی یہ انجمن ہے اس میں شرکت بھی ہے نور

بت پرستی کا مجھے طعنہ نہ دے اے عقل تو
بت شکن ہوں کس طرح بدلے گی میری شکل تو

آرزو اک روح ہے اور ہے میری اب تا حیات
زندگی تو کیا رہے گی وہ میری بعد ممات
دن رہے گا جگمگاتا اب نہیں آئے گی رات
مہربانی سے خدا کی دونوں ہوں گی ساتھ ساتھ

روح ہے یہ روح سن لے یہ تو مر سکتی نہیں
تیری نادانی کی باتوں سے یہ ڈر سکتی نہیں

کر چکی جب مجھ سے یہ نادان اپنی جیسی بات
تب لگائی اس نے جا کے اس طرف پھر اپنی گھات
عقل نے اس کو بتائی زہر گھل جانے کی بات
یعنی رازِ الفت و دل جگ پہ کھل جانے کی بات

جسم کی دنیا میں تو یہ زہر گھل سکتا نہیں
روح کا یہ راز ہے دنیا پہ کھل سکتا نہیں

رہ گئی دنیا کی اس کی زندگی تو ہے دعا
ہر گھڑی ہر پل حفاظت میں رکھے میرا خدا
تاکہ اس کو دیکھوں میں ہر وقت پھلتا پھولتا
ہے دعا خوشیوں کے جھولے میں رہے وہ جھولتا

ہر مسرت ہر خوشی سے اس کا دل آباد ہو
وہ جہاں بھی ہو خداوندا ! ہمیشہ شاد ہو

اس بھری دنیا میں ہر غم سے رہے وہ دور دور
ہونٹوں پہ نغمے سدا ہوں اور آنکھوں میں سرور
ہر گھڑی چہرے پہ اس کے کھیلے خوشحالی کا نور
ہم سفر کے واسطے بن کر رہے وہ دل کی حور

اس دعا کے ساتھ اس کو پھر محبت کا سلام
یاد اگر آجاؤں میں تو یاد رکھنا یہ پیام

جسم کے احساس پہ ہم کو نہ رونا چاہئے
راستے میں ہیں ابھی ہم کو نہ سونا چاہئے
زندگی ہے بیش قیمت یوں نہ کھونا چاہئے
کوئی داغِ غم ہو تو مل جل کے دھونا چاہئے

یہ دعا مل کر کرو کہ اے محبت زندہ باد
آرزوئے رہبرؔ الفت رہے پائندہ باد

ایک خط

یہ خط مورخہ ۲۵/اگست ۱۹۶۲ء کو لکھا گیا جب میجر متحد احمد خاں صاحب عرف مسن (اب لفٹنٹ کرنل ریٹائرڈ) ملک لاؤس کے شہزادوں میں اختلاف کی خلیج ختم کرنے کے لئے انٹرنیشنل (بین الاقوامی) بورڈ کی تشکیل ہوئی تھی اس کے پریسیڈنٹ (صدر) ہوکر وطن مالوف سے تشریف لے گئے تھے، وہاں سے ان کا پانچ ورقی نامہ تشریف آیا جس کے جواب میں یہ خط لکھا گیا تھا۔

بنام جہاں دار جاں آفریں

مہرباں کہہ کے مخاطب کروں کہ یار کہوں
ہمنوا مشفق و مخلص و وفادار کہوں
ساتھی محبوب لکھوں اور ہم اسرار کہوں
پھر رفیق اور حبیب آپ کو صد بار کہوں

سوچتاہوں کہ وہ القاب کہاں سے لاؤں
میں نے جو سمجھا وہی بات انھیں سمجھاؤں
آج ۲۵/ اگست شام کا ہے وقتِ حسیں
آپ کے محترم ابو سے یہ بندہ ہے قریں

اک لفافہ وہ بڑھاتے ہیں نہایت ہے حسیں
دستِ رہبر بڑھا کہ تھام لے جامِ رنگیں

دل نواز روح نواز چشم نواز اک تحریر
یوں اترتی گئی شیشہ میں کہ جیسے تصویر

سوچتاہوں کہ کوئی خواب نظر آیا ہے
دل جو اس طرح سے بے تاب نظر آیا ہے
یا کوئی روح کا پیغام اتر آیا ہے
جیسے پیمانے میں اک جام اتر آیا ہے

دل جو ہے باغ باغ اس طرح عجب کیا مطلب
ہے کوئی خاص وجہ اور کوئی خاص سبب

دے گئی بہر خلوص آپ کی تحریر یقیں
ورنہ پلّے میں تو شاعر کے ہیں بس خواب حسیں
بارے شاعر نے حقیقت کو کیا زیرِ نگیں
شکریہ پہلے ادا کرکے دوں دادِ تحسیں

آفریں آفریں صدآفریں انداز خطاب
اُٹھ گئے زندگی کے مخفی وہ سب سارے حجاب

پھر سلام اور تحیۃ کی بھی ڈالی لیجے
رحمت و فضل و دعا کی بجی ڈالی لیجے
شستہ ایثار ومحبت کی اُجالی لیجے
طورِ اقبالؔ کو اور شوخئ حالؔی لیجے

خیریت آپ کی مطلوب ہے مولا دے دے
زندگی اور بھی اس حال سے اولیٰ دے دے

مائل راہ ہوئی ہے جو مِری علمیت
میں سمجھتا نہیں اس سے تو کوئی افضلیت
لوگ کہتے ہیں جسے بزم خلوص و الفت
اس کو درکار ہے انسان کی انسانیت

نے وہاں علم ہے نے فضل ہے نے رتبہ ہے
یاں فقط لفظِ مساوات کا اِک خطبہ ہے

ویسے دیوانہ تو دیوانہ بہر صورت ہے
ایک میخانہ تو میخانہ بہر صورت ہے
جو ہے پیمانہ وہ پیمانہ بہر صورت ہے
پردۂ علم کو سرکایا بہر صورت ہے

راہ میں سطوتِ اسباب کیا حائل ہوگی
جب گرانباریٔ آداب ہی مائل ہوگی

مہرباں لفظ کی تحقیق نے مسرور کیا
رشک کرنے کے لئے طبع نے مجبور کیا
میں کروں غور کیا، کیا آپ نے مستور کیا
شکریہ آپ نے بندے کو بھی مشکور کیا

علم ہو اور فزوں تر ہے دعائے رہبؔر
اور روشن ہو کہ جیسے ہے فلک پر اختر

بار بار آپ کے اس خط پہ نگہ جاتی ہے
ہر دفعہ ایک نیا لطف اٹھا لاتی ہے
جانے کیا کیا مزے تحریر میں پاجاتی ہے
اک دفعہ مڑتی ہے تو سو دفعہ للچاتی ہے

کیسے اسرار ہیں کیا بات ہے کیا راز ہے یہ
کیا کسی مہر کی تصویر کی غماز ہے یہ

ننھی بوندوں کے طفیل آج مگر آئی بہار
ساز کے مضطرب بے تاب نکلنے کو ہیں تار
صرف ہاتھی کی طرح جھومتے بادل کی قطار
آئی برسات ہے کہ ہرطرف ہے سبزہ زار

چہچہاتی ہوئی چڑیوں کا یہ انداز بیاں
مسکرا کے یہ کنول گاؤں سے یہ اٹھتا دھواں

ساونی گیت پھواروں میں نکھرتا ساون
عزتِ شیریں و لیلیٰ کی سرکتی چلمن
جابجا جھولوں پہ منھ بولتی تہذیب کہن
لحنِ غیرت ناہید کو ہے پی کی لگن

جھلملاتی ہوئی موتی کی طرح یہ شبنم
لہلہاتی ہوئی گھاسیں ہیں کہ زلفِ پر خم

یہ افق قوس و قزح کا لئے مدھم سا نشاں
جیسے محبوب نے گیسو میں لگائی افشاں
حسن معصوم لئے پھول پہ خنداں خنداں
دست گلچیں سے لرزتی ہوئی ساکت کلیاں

جن کے سینوں میں مچلتے ہیں ہزاروں ارماں
سادگی پہ ہے تصور کی نزاکت کی ہاں

کوک کوئل کی پپیہا کا پی برسات کی رات
سنسناتی یہ ہوا ڈولتے جذبات کی رات
یہ گرج یہ تڑپ سنسان اوقات کی رات
کتنی پرکیف و سہانی ہے ان اوقات کی رات

کیا چمک ہوتی ہے گویا کہ تبسم ہے کوئی
جھنجھناتی ہے فضا یا کہ ترنم ہے کوئی

حال میں صوفی و درویش کو لانے والا
یہ سماں شاعرِ بھارت کو لبھانے ولا
ہند کی گزری ہوئی یاد دلانے والا
بانسری گزرے کنھیا کی بجانے والا

مادر گیتی یہ کہتی ہے مری اوس نہ چھوڑ
آپ یہ سوچ کے بیٹھے ہیں لاؤس نہ چھوڑ

جاتی ہے بوئے چمن دور چمن سے لیکن
طوطی ہوتا ہے جدا سروِ چمن سے لیکن
لوگ ہٹتے ہیں بہت دور کہن سے لیکن
آپ بھی دور ہیں آج اپنے وطن سے لیکن
آئیں گے آئیں گے پھر اپنے وطن آئیں گے
نام کو ہند کے آفاق پہ چمکائیں گے

مانا میں نے کہ ہیں آپ ایک گلستاں میں مگر
ہوں گے لیکن کہاں لکھنؤ و بنارس سے نگر
یہ محرم کی سجاوٹ کہ لگے شام سحر
جگمگاتی ہوئی دیوالی سے ہر ایک ڈگر
کیوں نہ یاد آئیں وطن کے یہ تمہیں کیف وسرور
بلبل ہے دور مگر گل کی ہے مرہون ضرور

میں ہوں بالخیر خدا آپ کو دے عافیت
آپ پہ سایہ فگن صبح و مسا ہو رحمت
دور ہوں رنج و محن اور پرے ہو کلفت
ہاں مگر رب کی عبادت ہو نبی کی سنت
ان پہ عامل رہیں کہ طرۂ انسانی ہیں یہ
ہاں ہاں انمول یہ آئین مسلمانی ہیں یہ

وعدہ کا جس سے علاقہ ہے وہ تحریر جمال
یوں ابھرتی ہوئی قرطاس پہ ہو جیسے ہلال

دل شاعر ہو اور وعدہ نہ کرے ایسی مجال؟
کیا نہیں جانتے کہ کہہ گئے حضرت اقبالؔ

نغمے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

میرے حالات عجب بلکہ عجب تر ہیں جناب
موت اپنی ہے علیٰ حالہٖ تا حال خراب
زندگی کیا ہے فقط ایک نظر آتا خواب
درحقیقت ہے حیات ایک حُباب ایک سراب

اس لئے ڈوبتے ہیں روز ہی پیمانے ہزار
بیخ و بن لے کے اجڑ جاتے ہیں میخانے ہزار

رخصت اب دیجئے کہ وقت بہت میں نے لیا
جملہ احباب سے اب لیجئے سلام اور دعا
فیصلہ کیجئے کیا کس نے دیا کس نے لیا
قلم رہبؔر نے بہ افسوس کوئی شعر کہا

آج یہ کہہ کے روانہ دل رنجور ہوا
پھر ملیں گے اگر اللہ کو منظور ہوا

☆☆☆

ایک دوست کی یاد میں پہلا خط

یہ خط غالباً ۱۹۵۹ء میں لکھا گیا جو ایک پرانی کاپی سے دستیاب ہوا، رفیق درس حافظ غلام مصطفیٰ صاحب شیدا مظفر پوری موضع پہاڑپور کرتھی پوسٹ کو بولی رام ضلع مظفر پور بہار کے رہنے والے تھے۔ اب زمانہ ہوا خط و کتابت بند ہے، گھر تک خطوط لکھے مگر جواب نہ ملا، ان کے متعلقین کو لکھا کوئی جواب نہ آیا بہار بنکر یونین کے سکریٹری تھے ڈھاکہ وغیرہ کا سفر رہا کرتا تھا۔ ۷۱ء کے حادثہ کے بعد سے کچھ پتہ نہ لگا، خدا خیر کرے۔ (۱۷/۶/۷۸)

۹۲/۸۶ء

اے مخلص و رفیق و برادر و مہرباں　　　یعنی کہ مدتوں جو رہا میرا ہم نشاں

دل راز دار اور تو میرا راز داں　　　قرطاس زندگی کے مجلی مرے نشاں

تم پر سلام اور تحیۃ کہے زباں

دیتا رہے دعائیں تمہیں قلب بیگماں

اب آپ لیں سلامِ محبت غریب سے　　　رحمت ملے خدا کی خدا کے حبیب سے

ارماں ہے دیکھوں حالت والا قریب سے　　　رحمت نہیں نصیب ہے عمل رقیب سے

پھر بھی سنائے دیتا ہوں اک غم کی داستاں

افسوس و غم سے پُر قلم رکھتا ہے مہرباں

نامہ ملا جناب کا فرحت مچل گئی　　خوش ہو کے دست کاری لفافہ سے مل گئی
نامہ میں شعر دیکھ طبیعت سنبھل گئی　　نیچے پڑی نظر میری حالت بدل گئی
رعشہ سا دست میں ہوا آنکھیں ہوئیں رواں
نظروں میں پھر گیا مری ماضی کا ہر سماں

ہے جنوری کی پندرہ اور وقتِ شام ہے　　لب پہ کسی کا نام ہے آنکھوں میں جام ہے
آلام و مصائب میں تو ہر خاص و عام ہے　　پر دل کی بات ایک خدا ہی پیام ہے
وہم و گماں سے دور تھا کچھ دیر آسماں
محسوس تھا فضا میں غم اندوہ کا دھواں

یاد آ گئے مناظر ماضی جو ایک دم　　دل بول اٹھا کہ حمد تجھے خالق نعم
کہنے کو یوں تو دو تھے مگر ایک ہی تھے ہم　　حاسد کے زور پہ بھی نہ ہو پائی پیچ و خم
لب ہل گئے خدا کی قسم دل میں ہے فغاں
گویا کہ عندلیب قفس میں ہے نیم جاں

ہے اب بھی یاد مجھ کو بنارس کی ہر بہار　　ہو عامیانہ وقت تو دونوں کو انتظار
بد قسمتی سے ایک جو ہو عرض کا شکار　　تو دوسرا برادرِ نسبی سے ہوشیار
اب آہ اتنی دور پڑے ہیں یہاں وہاں
ہوتے نہیں ہیں مدتوں احوال بھی عیاں

راتوں میں سیر دن میں ہو اسباق کا شمار　　دن رات بات بات پہ فرحت سے ہوں دوچار
سوئے مدرسہ جائیں یا بر ناندی کنار　　ہم ساتھ ساتھ رہتے تھے ہر وقت میرے یار
مشکل امر ہو پر ساتھ تھے رواں
فکر چمن بعید تھی اور فکرِ آشیاں

اس دور ماضیہ کے ہر اک وقت کے نثار بعد نماز عصر رہے گیند کا شمار

اس درجہ تپ ہو کھیل سے آنکھوں میں ہو خمار پھر بھی ہمیشہ کھیلتے جاتے تھے بار بار

یہ سوچ کر کے قلب میں پھر کیوں ہے فغاں

کہ دور ہو چکا ہے مسرت کا آسماں

کاشی سے سارناتھ کو دو بندہ خدا با سائیکل کبھی کبھی اپنے ہی دست و پا

وہ کون بھول سکتا ہے اعراس کا مزا دنیا کا اک ہجوم بزرگوں کا فاتحہ

غرضے کہ بلبلیں ہیں چمن میں رواں دواں

کیا تھی خبر کہ وقتِ جدائی بھی ہے نہاں

ہوتی تھی بحث مذہب حقہ کی شام تک پھر بھی نہ رند پہنچا ابھی آہ جام تک

گنگا و راج گھاٹ کیا ہر ایک گام تک ہوتی تھی سیر بعض مواقع پہ شام تک

سب بلبلیں تو رہ گئیں باقی ہے گلستاں

پھر عندلیب ہوں گے دگر پاس گلستاں

گویا تھے ایک شاخ کے دو پھول ایک راز کہتے تھے لوگ جس کو حقیقت وہ تھا مجاز

محمود ایک ہم میں تھا اک صادقا ایاز دو تھے سفیر جن کا روانہ تھا یوں جہاز

بدقسمتی سے آئی جدائی جو ناگہاں

طوفاں نے غرق کردیا ہم کو یہاں وہاں

رہبر کہاں بہک گیا موجودہ حال دیکھ خوشرنگ بال جل گئے بوسیدہ بال دیکھ

اب زندگی کی راہ کے ہر قیل وقال دیکھ حالت بدل کے یار کا نامہ سنبھال دیکھ

کس سے تو کررہا ہے بیاں اپنی داستاں
احوالِ دورِ ماضی یہ تو ان پہ بھی ہیں عیاں

افسوس غم و رنج و محن اے مرے صدیق — خط پڑھکے سبکے سب بنے گویا مرے رفیق
اللہ تو ہے شافی، دے کر مرض سے عتیق — ملتے کہاں ہیں ایسے جہاں میں کہیں رفیق

خالق ہے تو مالک ہے تو تجھ پہ ہے سب عیاں
حاجت نہیں کہ تجھ سے کروں حاجتیں بیاں

یارب طفیل اپنے نبی اور حبیب کے — ارمان کردے پورے مجھ اک بدنصیب کے
یعنی طفیل صدق شفاءِ غریب دے — فاروق کے طفیل صحت عنقریب دے

نور پَن والے آقا کے صدقے میں مہرباں
شیر خدا کے صدقے توانا ہو ناتواں

کر صدقۂ حسن میں شفاء حسن عطا — شہیدائے کربلا کے طفیل اے میرے خدا
پرکھا نہیں گیا کبھی کیا ترا جود و سخا — اور اہل بیت پاک کے پاکیزہ نور کا

کردے طفیل ان کے شفا مالکِ جہاں
جن کو زمانہ کہتا ہے غوثِ زمیں زماں

اسلاف کا دے صدقہ رؤف ورحیم سن — موجودہ اولیاء کے طفیل اے کریم سن
یعنی ائمہ کا ہو وسیلہ نعیم سن — ہم ہیں لئیم تو ہے رحیم وکریم سن

صدقہ دے میرے مولا کا اے نازل قرآں
یعنی جنھیں کہ غوثِ زماں کہتا ہے جہاں

جسکے قلم سے آج بھی روشن ہے یہ جہاں — توقیر جس کی ہوچکی ہے مشعل دوراں

ہے نام نامی جس کا کہ احمد رضاء خاں　　ان کے تلامذہ کے طفیل خالقِ جہاں

کر صدقہ خواجہ صابر و محبوب کا عیاں

ہو تندرست صدقوں سے ہر ایک مسلماں

اب ماسوا دعائے حزیں کے مرے رفیق　　چارہ ہی کیا ہے دور سے اتنے مرے رفیق

اللہ آپ کو کرے اس مرض سے عتیق　　دنیا کے سامنے رہیں زندہ دل وخلیق

ہیں والدہ کی آنکھ سے آنسو رواں دواں

بہر دعاء اٹھاتی ہیں وہ دستِ نیم جاں

ارشادِ والدہ ہے کہ آجائے گھر یہاں　　میں دیکھتی تو دل کو بھی ہو جاتا اطمینان

ہمشیرہ، بھابھی، اہلیہ سب کہتی ہیں یہاں　　کردے عطا شفا انھیں اے خالق زماں

ہوں دست بدعا کہ صحت ہووے کامراں

صدقہ میں اعلیٰ حضرت طفیلِ شہِ بلال

سب لوگ ہیں دعائیں تمہیں دیتے بار بار　　کہہ دیں سلام والدہ سے میرا بار بار

ہمشیرہ کو سلام عزیزوں کو میرا پیار　　ہو مرتضیٰ کو خاص دعا اور خاص پیار

میرا سلام اہلیہ پہ یوں کریں عیاں

کہتا ہے سلام اور دعا بدنصیب خاں

کہہ دیں مری طرف یہ اک بات مہرباں　　دنیا برادری کے تعصب میں ہے رواں

میں نے کبھی نہ سمجھا یہاں ہو کہ یا وہاں　　نہ عبد مصطفیٰ کو جُلاہا نہ خود کو خاں

البتہ عورتیں جو کہیں بات ہوگی ہاں

ہم دونوں میں نہ کوئی جولاہا نہ کوئی خان

محترمہ نے جو سن لیا ''خان بھیا کو سلام'' کہنے لگیں کہ عرض کروں میں بھی کچھ کلام

میں نے کہا کہ شرط ہے حاضر ہو پہلے جام فرمانے لگیں چاند نہیں خود ہے زیر بام

پہلے جو شرط ہوتی ہے پوری اے مہرباں

تب چاند بڑھ کے ہوتا ہے اس سے بھی ہمچناں

میں نے کہا کہ چلئے اجازت ہے دیدیا پھر مسکرا کے کہتی ہے مجھ سے وہ باحیا

پہلے تو ان کو دوگنی دی ''اے خدا شفا'' اور ان کی رازداں کو سلام اپنا اور دعا

ہیں وہ جُلاہے ان میں مگر بوئے خان ہے

اور خاں سے دوستی بھی انھیں بے گمان ہے

ان کو نہ اب جُلاہا ہی کہتے بنے نہ خاں اس واسطے کہ وہ تو ہیں دوکشتی پہ رواں

دوکشتی پہ اوروں کے بھی احوال ہیں عیاں پاجامہ بیچ سے ہی پھٹ جائے مہرباں

میرا سلام کہہ دیں کہ بُنکر پہ ہو عیاں

جو دُور ہے تعصبی الفاظ سے میاں

میں نے جو ایک ڈانٹ بجائی کہ دور ہو یہ بھی کوئی مذاق ہے تم بے شعور ہو

کہنے لگیں شعور کا حضرت ظہور ہو میں نے کہا کہ تم تو بڑی پُرغرور ہو

کہنے لگیں کہ شرط نہ بھولیں گے اے حضور!

ایفائے وعدہ شرط کا دل میں رہے ضرور

میں نے کہا ٹھہر بڑی ہے زباں دراز جھٹ دور ہو کے بولی سلام آج پاکباز

دل میں صنم کو لیکے چلے ہیں سوئے نماز آگے تو صحن میں پہنچی وہ پاکباز

تھیں والدہ وغیرہ آنگن میں فرش پر

واپس ہوا دماغ ملا بامِ عرش پر

رہبرؔ بدنصیب سن اپنا قلم بڑھائے جا شعر و سخن کا ہو لباس نغمۂ غم سنائے جا

ہاں دمِ رخصت ان کو اتنا ذرا بتائے جا یار ذرا ہمیشہ ہی نامۂ دل لگائے جا

بلبل کہ جس طرح رہتی ہے یار بے قرار

نامہ کا آپ کے یہاں کرتے ہیں ہم بھی انتظار

دوسرا خط

اے صادق و صدیق امینِ دل و جگر
اعنی عزیز و مشفق بہ اخلاص برادر
پہلے سلام اور تحیۃ ہو آپ پر
پھر یہ دعا ہے زندگی شاداں ہو تا سحر

افسوس ہے ضرور بتاخیر ہے جواب
پھر یادِ دوستاں کا بھلا کب ہوا حساب

خط کیا ملا کہ روح مسرت ہوئی نصیب
شکر خدا ہے اور دعا ہے ز بد نصیب
اب ایک دل کی اور تمنا رہی حبیب
شرفِ لقا سے کاش نوازیں مجھے قریب

تھا انتظار حد سے زیادہ جواب کا
اب شکریہ ادا کروں عالی جناب کا

تھا درمیان میں مجھے یک گونہ اضطراب
یعنی نظر تھا آیا مجھے اک عجیب خواب

تعبیر اس کی تھی مگر اے دوست لاجواب
انجان تھی جگہ مگر عالم تھا بے نقاب

دیکھا کہ جارہاہوں کہیں مرتضیٰ کے ساتھ
اور سامنے ٹرین کی لائن ہے ساتھ ساتھ

تھے ریلوے کے تار وہاں پہ بے انتہا
اک پٹری پار کرکے یہ پیش آیا ماجرا
آنے میں رہ گئی ہے وہاں ریل برملا
جب بھاگ نہ سکا ہوں تو بس فوراً ہی اُڑ گیا

پار آکے پھر ملا ہے مجھے مرتضیٰ وہاں
لکھتا ہے بھائی جان ذرا سن کے داستاں

گھر چل کے والدہ کو تو سمجھایئے ذرا
میں نے کہا کہ ان کو بھلا کیا ہوا، خدا؟
کہتا ہے بھائی جان گئے اب سوئے بقا
رونے سے پیٹنے سے بھلا کیا ہے فائدہ؟

ہونا تھا حادثہ جو ہو اس میں کیا کریں
اللہ سے مرحوم کی خاطر دعا کریں

روتا ہوا جناب کے گھر جارہا ہوں میں
سنسان اب جہان کو بھی پارہا ہوں میں

گھر جاکے اور لوگوں کو سمجھا رہا ہوں میں
لیکن ہے خود یہ حال کہ غم کھا رہا ہوں میں

جب بارِ غم سے میری طبیعت اچھل گئی
تو اضطراب ہی میں مری نیند کھل گئی

مجھ کو تو علم تھا کہ ہے کیا خواب کا جواب
پھر دل میں بڑھا ہوا آتا تھا اضطراب
اک پیر بھائی سے کیا پھر بیاں میں نے خواب
تعبیر تھی امام غزالی کی لاجواب

یعنی حیات بڑھ گئی صحت ہوئی نصیب
پھر دل کو مل گئی بڑی فرحت مرے حبیب

اب آپ اپنے خواب کی تعبیر بھی سنیں
پر شرط ہے کہ خواب کسی سے بھی نہ کہیں
خوشیوں سے پہلے آپ ذرا اپنا سر دھنیں
پھر غور سے ذرا مری تعبیر بھی سنیں

سب کی ہے یہ تعبیر کہ اب مرض دور ہے
یعنی رقیب دشمن اب چور چور ہے

عند اللقاء سناؤں گا تفصیل سے تعبیر
مبسوط اس قدر نہیں ہوگی مری تحریر

بس ایک بات ہے کہ نہ اس میں کرو تقصیر
یعنی کہ پنج وقتہ بہ پابندی ہو تکبیر

بقیہ تمام فضل الٰہی کا ہے ورود
اس کے حبیب پہ ہو کروڑوں دفعہ درود

اب عید آرہی ہے مسرت لئے ہوئے
یعنی کہ مومنین کی فرحت لئے ہوئے
عاشق کے دل کا چین و راحت لئے ہوئے
معشوق کا خیال و صورت لئے ہوئے

محبوب و محبّ کی ملاقات عید ہے
کچھ دل جلوں کی آنکھ کی برسات عید ہے

کافر کی لہو و لعب خرافات عید ہے
انگریزوں یہودیوں کی مات عید ہے
لیڈر کے لئے جنتا فسادات عید ہے
ہر شخص کو جہان کی اک رات عید ہے

مومن کی عید کیا ہے؟ خدا کے لئے ہو سر
تکبیر پہلے سے بھی ہو تعداد میں بڑھ کر

میری طرف سے آپ کو ہو عید مبارک
یعنی کہ روز عید کی تجدید مبارک

توحید کے فرزندوں کی تائید مبارک
تحمید مبارک ہے تمجید مبارک

گھر والے دے رہے ہیں مبارک تمام کو
یعنی تعلقات کے ہر خاص و عام کو

خورد و کلاں کو خورد و کلاں کا سلام ہو
میرا سلام آپ کو اور سب کو عام ہو
ہاتھوں میں کٹورہ ہو مگر لب میں جام ہو
کچھ گفتگو ہو ایسی کہ اعلیٰ کلام ہو

دیں گے جواب جلد بہت انتظار ہے
نگہ حزیں کو درد ہے دل بے قرار ہے

اب ایک التماس بطور امر عرض ہے
تعلیم مرتضٰی ایک مِلّی فرض ہے
وہ آپ پر جناب یہ سمجھیں کہ قرض ہے
اور جملہ اہل رفق کا اخلاق وفرض ہے

گر مرتضٰی نے حفظ کو پورا ہے کرلیا
تب تو خدا کا شکر ہے واللہ واہ واہ

ورنہ جناب بھیج دیں شوال میں یہاں
یہ بھیجنا میں بھول گیا قول ناگہاں

ہمراہ لیتے آئیں یہاں میرے مہرباں
شوال پہلے ہفتہ میں آجانا ہے یہاں
یا جو بھی رائے ہو مجھے اس سے نوازیئے
یا خود ہی اپنے شرف سے آکر نوازیئے
خط مل چکا جواب بھی مکتوب تھا مگر
فوراً ہی بعد اس کے یاں پیش آگیا سفر
تھا ماہ پور جسم مگر، یہ دل و جگر
سو کے دیارِ یار رہے مل کے ہمسفر
تاخیر پہ نظر نہ کریں دل میں ہو سرور
تفریح و سیر پہ نگہہ رکھا کریں ضرور

بغیر عنوان کے

''میرے حضور''

اب تیری تیکھی نگاہوں سے بھی ڈر جاتا ہے دل
دور ہوجاتی ہے تو تو کتنا گھبراتا ہے دل
جانے کتنی باتیں مجھ سے خود ہی کر جاتا ہے دل
روز کتنی مرتبہ جیتا ہے مرجاتا ہے دل

سوچتا ہوں دور جانے دل پہ کیسے بیتے گی
یہ خوشی ہے ایک دن اک بار پھر تو جیتے گی

الوداع کو تم نے روکا ورنہ کہہ دیتا ضرور
کیوں نہ کہتا چھن رہا تھا جب مرے دل کا سرور
میں نہیں کہتا کہ تم کو خود پہ ہے زیادہ غرور
ہاں مگر فطرت کے ناطے کچھ نہ کچھ تو ہے حضور

اس غریب و سادہ و بیکس کو جو طعنے ملے
تم نے سوچا مل گیا دل پھر کہاں جانے ملے

سچ بتاؤں بے بسی پہ اپنی رونا آگیا
بے وفا بے شرم جیسے مجھ کو ہونا آگیا

جاگنے والے کو اک دم کیسے سونا آگیا
آنسوؤں میں پھر اسی دل کو ڈبونا آگیا

کیا پتہ تھا کوئی اپنے حسن پر مغرور تھا
میں تو اپنے دل کے ہاتھوں میں بہت مجبور تھا

خیر صاحب بخش دو اب جو خطا تھی ہوچکی
تو بھی شاید اپنے اس انداز پر اب روچکی
دل کے داغوں کو لرزتے آنسوؤں سے دھوچکی
جاگتی رہنا کہ اب سونا تھا جو کچھ سوچکی

یاد رکھنا ہوسکے تو سونے والے کو ضرور
سو کے بھی جس نے جگایا آپ کو میرے حضور

☆☆☆

انجمن مظہر حق مبارک پور کے ارکان مولانا محمد مصباحی بھیروی کا خط لے کر برائے تضمین آئے جسے مشاعرہ بنا دیا۔ عزیز ربانی مرحوم جون پور میں پڑھتا تھا۔

مصرع طرح ”عمر کو بھیج دے یارب زمین اقصیٰ پر“

سلام رب کا ہو محبوب رب اعلیٰ پر
درودِ فضل و کرم آل پر صحابہ پر

وہ لوگ جن کو خدا نے کہا ہے حزب اللہ
کیا نثار متاعِ حیات آقا پر

جو آسمانِ ہدایت کے سب ستارے ہیں
ہے ہالہ جن کا سدا ماہتاب بطحا پر

نقوش جن کے قدم کے نشانِ منزل ہیں
جو ثبت ہیں دلِ مومن پہ اور صحرا پر

انھیں کے فیض سے ہے کائناتِ فرش میں رنگ
انھیں کا تذکرہ ہوتا ہے عرشِ بالا پر

ہر ایک شمعِ رسالت کی ضو سے روشن تر
خدا کی رحمتیں نازل ہوں ان کے شیدا پر

ہوا ہے دین پہ حملہ چہار جانب سے
ضلالتوں کی ہے یلغار اپنی دنیا پر

یہود اہلِ ہنود اور پھر یہ آلِ سعود
مصیبتوں کا ہے انبار قوم تنہا پر

قتیبہ غرب میں اور شرق ابن قاسم کو
عمر کو بھیج دے یارب امینِ اقصیٰ پر

بہار اپنے چمن میں خدائے رہبر دے
فرشتے کہتے ہیں آمین اس تمنا پر

☆☆☆

مرثیہ

اردو ترجمہ

اے رہبرانِ ہدیٰ یاسیدی احمد رضا
جان گروہِ اصفیاء یاسیدی احمد رضا
لاریب تو ہے پیشوا یاسیدی احمد رضا
میرا وسیلہ باخدا یاسیدی احمد رضا
پھر گلشنِ اسلام کو سرسبز تو نے کردیا
شرعِ محمد کی ضیاء یاسیدی احمد رضا
الدولۃ المکیۃ ہے شمعِ حرم میرے لئے
شمشیر حق بر نجدیا یاسیدی احمد رضا
اے صاحب الامن والعلیٰ اے سنیوں کے رہنما
حامی ہیں تیرے مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا
تیرا فتاویٰ رضویہ پیارے نبی کی ہے عطا
دانائے فقہِ حنفیاء یا سیدی احمد رضا
اے نائب غوث الوریٰ اے سایۂ مشکل کشا
تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ یاسیدی احمد رضا

ظلمت میں تو خورشید ہے شب میں ہلال عید ہے
اے شمعِ بزمِ اولیاء یاسیدی احمد رضا

فضل وادب بالا ترا حسب ونسب اعلیٰ ترا
ظاہر و باطن ایک سا یا سیدی احمد رضا

سیدغرب تیرا قلم تھا تیغِ حق فخرِ عجم
دریا کے رحمت میں سدا یاسیدی احمد رضا

دامن سخی نے بھر دیا تنظیم ملت کردیا
عالم مجدد دور کا یاسیدی احمد رضا

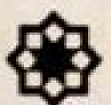
شاعر مفکر کون تھا قائد مدبر کون تھا
آزادئ اقوام کا یا سیدی احمد رضا

حافظ بھی تھا فاضل بھی تھا، ہر علم میں کامل بھی تھا
فخرِ علومِ ایشیا یا سیدی احمد رضا

گمرہوں کے ہر فرد کو عشاقِ لیلیٰ نجد کو
تو ہند کی تلوار تھا یاسیدی احمد رضا

مجھ پر کرم کی اک نظر دیدار کا احسان کر
تو خواب میں تشریف لا یا سیدی احمد رضا

☆☆☆



خطبے ترے مشہور ہیں جو نور سے معمور ہیں
مداح اک عالم ترا یا سیدی احمد رضا

تجھ پر خدا کی ہے رضا خوش تجھ سے ہیں خیرالوریٰ
ان کی رضا رب کی رضا یا سیدی احمد رضا

رہبر غلام در ترا مرشد ہیں اس کے مصطفیٰ
یوں ہے شہا تیرا گواہ یا سیدی احمد رضا

اس کی مدد فرمائیے قولِ جدی دہرائیے
ہو دور اب ساری بلا یا سیدی احمد رضا

یہ قصیدہ مدحت نہیں پس پیش ہے یاں بالیقیں
ہدیہ عقیدت کا شہا یا سیدی احمد رضا

تیرے فراق میں قوم کا دل غم سے آج بھی ہے بھرا
دیتی ہے روح یہی سدا یا سیدی احمد رضا

قائم عبادت میں رہا دائم ریاضت میں رہا
سالم محبت میں ہوا یا سیدی احمد رضا

☆☆☆

رباعیات

تڑپ پیدا کر اے مردِ مسلماں
اڑا تخئیل کو بر عرشِ رحماں
بدل دے اس طرح فطرت کو اپنی
رہیں تجھ میں سدا خالد و سلماں

یہ جانے کون تھی خطا کہاں گئی کدھر گئی؟
جو راہرو پھسل گیا تو راہبر کے سر گئی!
ہزاروں آشیاں تھے اور بھی جہاں میں برق نو
مرے ہی آشیاں پہ کیوں بتا تیری نظر گئی

قطعہ

گل کے دل نازک سے شبنم کا ستم پوچھو
یعنی کسی طوطی سے گل چیں کا بھرم پوچھو

اظہارِ حقیقت سے ڈرتا نہیں شاعر بھی
رہبر سے بھی تم پوچھو لیکن ذرا کم پوچھو

☆☆☆

یااللہ

تو اپنے فضل سے کر میرا بیڑا پار یااللہ
عیاں ہے تجھ پہ میرا سارا حال زار یااللہ

گناہوں پر ہوں تائب اور شرمندہ مرے مولا
کرم کر بخش دے بے شک ہے تو غفار یااللہ

نہ تیرے خوف سے ہو دل کبھی بیزار یااللہ
ترے محبوب کی الفت سے ہو سرشار یااللہ

میں فانی ہوں بڑا پُرعیب ہوں تو پردہ پوشی کر
تو باقی ہے تجھے کہتے ہیں سب ستار یااللہ

مجھے خیراً کثیرا دے نہ کر محتاج غیروں کا
تو ہی رزّاق ہے میرا تو پالنہار یااللہ

فدا ہیں تجھ پہ اور ترے حبیب پاک پر صدقے
مری جاں میری بیوی بچے اور گھر بار یااللہ

تری توحید کا تیرے رسولوں کی رسالت کا
میرے دل کو زباں کو جاں سے ہے اقرار یااللہ

محبت کھینچ لے دنیا کی اور اپنا بنا کے رکھ
لگی ہر آتشِ غم کو بنا گلزار یااللہ

تو خالق اور میں مخلوق تو رب اور میں بندہ
تو غالب اور عزیز اور میں ذلیل وخوار یااللہ

تو باقی اور میں فانی تو ہے موجود میں آنی
نہ جائے زندگانی رائیگاں بیکار یااللہ

میں عاجز بیکس و مجبور ہوں لاچار یااللہ
تو قادر حاکم و قابض اور مختار یااللہ

خطائے آدم و حوا کی تو نے معاف فرمایا
تو ہی تواب ہے اور میں ہوں بد کردار یااللہ

جہاں اہل جہاں جب غرق ہونے سے نہ بچ پائے
تو ہی تھا نوح کی کشتی کا کھیون ہار یااللہ

خلیل اللہ کی آتش کدے میں ایسی یاری کی
گلستاں بن گئی دم میں دہکتی نار یااللہ

جہاں فرعونیت ڈوبی وہیں پر تیری رحمت سے
ہوئے دریا سے موسیٰ اور اُمت پار یااللہ

حفاظت عیسیٰ روح اللہ کی تو نے ہی فرمائی
یہودی لے چلے جب ان کو سوئے دار یااللہ

نگہداری کیا یونس کی تو نے بطن ماہی میں
نہیں تھا جب کوئی ان کا وہاں غم خوار یااللہ

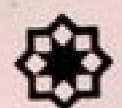
سنبھالا اور پالا تیری رحمت سے بیاباں میں
مصیبت سے ہوئے ایوب جب دوچار یااللہ

نکالا چاہ سے یوسف کو تونے اور زنداں سے
عطا ان کو کیا پھر مصر کا دربار یااللہ

نوازش سے تری یعقوب کی بے نور آنکھوں کو
ہوا پھر سے پسر کی شکل کا دیدار یااللہ

ذبیح اللہ کی تو زیرِ خنجر بھی حفاظت کی
تو ہے رحماں وفاداروں سے اتنا پیار یااللہ

☆☆☆



گزرے ہیں عشق یوں بھی تیرے امتحان سے ہم
کچھ بے خبر تھے اپنے ہی وہم وگمان سے ہم

خود زیر تیغ رکھ دی گلو اُف نہ کرسکے
اُکتا گئے تھے اتنے کسی مہربان سے

مدت ہوئی جہاں میں ، زمانہ گزر گیا
خود راز سے بنے رہے اک رازداں سے ہم

سب دیکھتے رہے لب گویا کے باوجود
سب سن کے بھی جہاں سے رہے بے زباں سے ہم

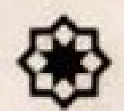
ٹوٹا کئے ستم پہ ستم واہ اے جنوں
شکوہ نہ کرسکے کبھی اس آسماں سے ہم

فصلِ بہار آنے تلک خود نہ جی سکے
گلشن سے کیا گلہ کریں کیا باغباں سے ہم

اُف کیا کیا سرائے پہ دھوکا یہ خلد کا
آئے تھے چند دن کو یہاں میہماں سے ہم

رہبر یہ خود فریبی حالات تو نہیں
پیچھے نہ رہ گئے ہوں کہیں کارواں سے

☆☆☆



نگہ التفات ہے میں ہوں
پھر وہی واردات ہے میں ہوں

نہ کوئی چاند نہ مشعل نہ چراغ
ایک تاریک رات ہے میں ہوں

اشک غم نالۂ شب دردِ فراق
میری کل کائنات ہے میں ہوں

دوست تیری وفا پہ کیوں شک ہو
اک نئی روز گھات ہے میں ہوں

مہربانی سے تیری کیا شکوہ
یہ مقدر کی بات ہے میں ہوں

عالم بے ثبات ہے میں ہوں
بزم لات ومنات ہے میں ہوں

ایک معبود ایک بندہ ہے
اے خدا تیری ذات ہے میں ہوں

سن لے اور فتح یاب فرمادے
ورنہ اِک اور مات ہے میں ہوں

جب فنا ہے تو ''میں'' کہاں رہبؔر
بات ہی واہیات ہے ''میں ہوں''

سہرا

سہرا بتقریب شادی عبدالرشید ابن عبدالعزیز خاں صاحب ......

۱۵/ربیع النور مطابق ۲۸/اگست ۱۹۶۱ء

ہو مبارک رشید آج تجھ کو، تو نے کیا خوب پایا ہے سہرا
تیرے ماں باپ نے ہر خوشی کو کر کے قرباں سجایا ہے سہرا

ایک مدت سے تیرے برادر منتظر تھے ہو سہرا تیرے سر
آ گیا آج سب کی زباں پر رُخ پہ کیا خوب بھایا ہے سہرا

گویا پھولوں پہ ہو کوئی قابض جیسے گل کا فدائی ہو گلشن
جیسے تاروں میں ہو چاند روشن رُخ پہ اس طرح چھایا ہے سہرا

دونوں گلشن میں آئیں بہاریں دونوں گل پہ سوا ہوں نکھاریں
ایک کی زلف حوریں سنواریں ایک پر جگمگایا ہے سہرا

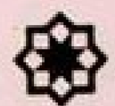
تیرے احباب تجھ کو دعا دیں تیرے ساتھی تجھے مرحبا دیں
تیرے ماں باپ تیری بلا لیں شکرِ حق کہ دکھایا ہے سہرا

شام کو چاند آکر سلائے اور نسیم سحر آ جگائے
تیرا سورج سدا جگمگائے سُن یہ پیغام لایا ہے سہرا

شمع تیری رہے جگمگاتی بخت دشمن نہ ہو جھلملاتی
جان دشمن رہے تلملاتی کہ بزرگوں کا سایا ہے سہرا

☆☆☆

عربی و فارسی کلام



فاغثنی یا غوث الخلف قُل یا مریدی لاتخف
عند الکروب المصیبة یا سیدی احمد رضا

لا مقیدة لا مریحة لا عریضة کانشیدة
هن اخراج عقیدتی یا سیدی احمد رضا

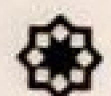
ارواحنا محزونة بفراقك مغمومة
مجروحة فی الهجرة یاسیدی احمد رضا

یامن لنایاعزنا یا حرزنا یا کنزنا
یاظلنا فی القیامة یا سیدی احمد رضا

من قائم فی العبارة من دائم فی الریاضة
من سالم فی المحبة یاسیدی احمد رضا

رهبرؔ عبیدك یارضا بلغ الیك مصطفیٰ
فی الشجرة الیٰ صفریة یاسیدی احمد رضا

☆☆☆



من للاساتذة ومن للطلبة　　من اشرق الاسلام عن تحريرهٖ

من كان صاعقة علىٰ النجدية　　من كاشف العضلاتِ بتدبيرهٖ

من كان شمساً شارقاً لسمآئنا　　من كان قمراً فى ليالى بنورهٖ

من للمناظرةِ ومن لسياسةٍ　　من للرضاء و من لحفظِ امورهٖ

من يعطى العلماء درر فوائد　　ومن الذى يسقى الندىٰ ببحورهٖ

من للمجالس من يفتح صعوبة　　من للمريد و كاشفا لوعورهٖ

من عالم من فاضل من مفتى　　من سخر الاغيار عن تقريرهٖ

من حاج من محدّث من قارى　　من سيد نسباً بنسبِ عشيرهٖ

من باذل من ناظر من مبجل　　من سرّ اهل الدهر حين سرورهٖ

مامست المقراض ثوباً طاهراً　　هٰذا دليل واضح تطهيرهٖ

اعياننا منتظرة لجمالهٖ　　مشتاقة يا حاملين سريره

ولقد اتىٰ من كان يشرب كاسهٗ　　مهلاً له ياحاملين بشيرهٖ

نزلت ملائكة لصف جنازة　　هبّت نسيمُ الرحمة لمَسيرِهٖ



مرثیہ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کچھوچھوی

مدرسہ تنویر العلوم کی صدر مدرسی کے زمانے میں حضرت مرحوم مغفور کا مرثیہ لکھا تھا جو
فت روزہ (۱۷رمئی ۱۹۶۳ء) استقلالت کانپور میں طبع ہوا تھا، ادھر یاد آیا تو تقریباً سترہ اٹھارہ سال
گزر چکے تھے، عربی منظوم مرثیہ کا فارسی منظوم ترجمہ اور اردو منظوم ترجمہ بھی ساتھ ہی طبع ہوا تھا،
یاد کے بعد تلاش کیا اور عربی کے اشعار وہ بھی غالباً پہلے کم دستیاب ہو سکے جو مل سکے ہیں انھیں
یہاں درج کر دیتا ہوں اگر کسی کو کہیں دستیاب ہو جائیں تو ضرور نوٹ کر دیں۔ یہ اپنے ہاتھ کے
لکھے ہوئے قلمی نسخوں سے دستیاب ہوئے جو نقل کر رہا ہوں۔ ۳۰/۶/ ۱۹۷۸ء

الدھر مغموم لفقدِ امیرہٖ — والدینُ باکٍ دامعٌ لنصیرہٖ

السنة تبکی لحامی اھلھا — والقوم فی الم بعدمِ ظھیرہ

واھاً لعھدٍ قد مضیٰ بحیاتہٖ — القلبُ یبکی علیہ من ناموره

قال اخی ما بالک تبکی لہٗ — قد کان ھٰذا الامر فی تقدیرہٖ

فقلت له لاریب قولک صادق — وبلوت خطبَ الدھر حین مرورہٖ

لٰکننا نبکی لخُلق نبینا — کنا نشمُ بہٖ شمیم عبیرہٖ

ان قلتُ کذباً فاطلعنی من الذی — احیا طریق محمدٍ بظھورہٖ

ھن للمدارس والمکاتب بانیاً — من نوّر الظلماء عن تنویرہٖ

☆☆☆

مرشدناالمکرم

سیدناغوث الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه وارضاهٗ عنا

مغیث الدهر یاغوث الوراء — غیاث الخلق یاغیث السماء
قد اوصلنا الزمانُ الیٰ بلاء — فادفعها لنا دفع البلاء
لک الاکرام والانعام. والله — من المولیٰ النبی بلااسراء
الاانت الذی فی کل حال — ظفرتَ بالنجاح وبالثراء
وقد اعطاک سیدنا العلیّ — فاکرمنا بفضلک والدعا
واحفظنی عن الآلام شیخی — ترحم یا وصی الانبیاء
تغیرت الرجال مع الزمان — فجئنا الیٰ دیارک بالتی جاء
بکل جراحة انت دواء — فأعطینا الدواء مع الشفاء
تقبلنا الکلام والسلام — وانظر حالنا یوم الجزاء

یقول رهبرؔ بالافتخار
وصلتُ الیک من احمد رضاء

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ

کنتَ مصباح الظلم احمد رضا
جئتَ فی دارالسلم احمد رضا
وقع فی النار عدوّک خالدا
انت فی دارالنعم احمد رضا
کنت استاذ العرب لاریب فیہ
شیخ علماء العجم احمد رضا
قلت قولا صادقا یاسیدی
فی المصیبۃ والالم احمد رضا
علمک جاء من المولیٰ الکریم
انت منہ ذوالکرم احمد رضاء
کان فزعا مثل عنز فی الجھول
کنت اسدا بالقلم احمد رضا
کان علمک مثل سیفٍ فی الجنود
اعنی فی اھل الصنم احمد رضا
جئتَ فی الھندی سراجا والضحیٰ
ھٰذا منّ ذی الکرم احمد رضا
علمک مثل الثریّا فی العرب
مثل شمسٍ فی العجم احمد رضا
الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب
ساکن دارالسلام احمد رضا
قال رھبرؔ مایقول قلبہ
الکرم ثم الکرم احمد رضا

☆☆☆

فی مدحة عمر الفاروق رضی الله تعالیٰ عنه

یـاصـاحـب الشعـورِ ویـاصـاحـب النظر
مــن رأیک تــوافـق الآیــات والـخـبـر
اقـوالک الیـنـــا کـمـثـل الـنـجـومة
الـفـاظک تـلـوح کـمـا لاحـت الـغـرر
خـطـباتک شهیـرة فی الکتب والصحف
اضـواء هـا فـی الـورق کـمـا تجلی الدرر
مــن اسـمک یـخـاف مـلـوک الـبـریة
من غـیـظک الـغـرار لشیطان والشرر
فـرّقـت سیـدی من الـکـفـر والاسلام
قـال الـنـبـیؐ انک فـاروق یـا عـمـر
انـت الـذی فتـحـت مـلـوکـا کثیـرة
انـت الـذی تـعـود بک الـفـوز والظفر
مـنک السبـل نـوّرت بـالـنـوروالـضیاء
قـد ...... بـنـورک الانـوار والـقـمـر
قـلـتَ وانـت خـاطب یاساریة الجبل
قـد سُوی الـصـراط بک الغیب والخفی
لاریـب کـنـت عـادلا بـالناس سیدی
قـد امـنـتِ الـرجـال من الخوف والخطر
اسـمـع کـلامـه وتـقـبـل سـلامـهٗ
قـد کـتـب عـبـدک رهـبـرؔ هٰذا مختصر

☆☆☆

فی مدحۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا صاحب النبیؐ ویا افضل البشر
منک رضی الالٰہ ورضیٰ سیدُ البشر
انت رفیق سیدالرسل والانبیاء
انت الصدیق جاء ہ جبریل بالخبر
لاتنظری الجحیم ولانارھا الیک
انت عتیق عقدھا الکفار والحجر
مانفع مال احدٍ کما نفع مالک
قال لک النبی ھو سیدالبشر
انت الذی رفیقہ فی النار سکنۃً
انت الذی مشیرہٗ فی السفر والحضر
لامثلک فضیلۃً احد البریۃ
مانظرت المثال لک الشمس والقمر
مافاز مثلک احد فی الصحابۃ
فی کل جدۃ الفوز فعزت بالظفر
کنت رفیق مسلمٍ فی کل حالۃ
کنت مع الجھال والکفار بالشمر
کانت علیک رحمۃ رب الخلائق
کانت لک المحاسن المکتوبۃ القدر
قولی سلام رھبرؔ الھندی عریضۃ
ان تذھبی العباء الیٰ قبربی بکر

نعت النبی ﷺ

یارحمة للعالمین صاحبَ النور الهدیٰ
جد الحسن بو الفاطمة مولیٰ العلی عین الرضا
ظهرالعیناء فی الظلم انت علیٰ الافق العلیٰ
شمس العرب بدر العجم یا مصطفی یامرتضیٰ
شققتَ قلب الجاهل بعلت تقدیر المحن
قیمتَ السنة الغبی نور غیم والضیاء
انظر حبیبی تارة لیلی طویل الساعة
جیٔ فی ظلال لیلتی بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ
اسمع کلامی سیدی اشتاق نور جمالک
ماجاء احمد مثلک فی الخلق یاخیر الوریٰ
اکرم علینا یابنی انت مراد العاشق
نوّر قلوبا نوریا سر یا کهف الوریٰ
انت نبی الانبیاء انت ولی الاولیاء
انت سماج الاصفیاء انت نصیر الاذکیا

انت رحیم المومنین ورحمک براً لنا

انت رؤف المسلمین و رأفک اعلیٰ العلاء

نحن غرقنا فی الخطا و علمت یا اصل العطا

خذ ایدینا اشفع لنا یا شافع الیوم الجزا

لاریب انک عالم لاشک انک فالک

نحن فدیناک سیدی قال العدو مایشاء

رهبرؔ یقول عبدک ابواه مفد بان لک

اعط الکرم جود النعم یاسیدی تلک العطا



نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

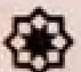
اذا متلأت فوادی من الرجاء تطرتُ الیک یادفع البلاء
لانک مستغیث الیائسین فاسقانی شراب الاتقیاء
ابو القاسم اتانی کأس حبٍ ونور نی فؤاداً بالضیاء
وقفنا فی مہمات الدھور ضربنا فی صعوبات البلاء
فاعطنی حبیبی کأس وصل دواء الداء من دار الشفاء
یصلی المومنون علیک حقاً ویمدح کل من تحت السماء
وما احد تقابلک الزمان فانت خیر من تحت السماء
اقمت الدین فی الدنیا حبیبی ونوّرت الظلام من الضیاء

یقول عبدک رہبرؔ سلاما
تقبل منہ یا دفع البلاء

☆☆☆

نزلت ملئکۃ لصف جنازۃ ہبت نسیم الرحمۃ لمسیرہٖ
ارواح اسلاف تزور جلیسھا فی شت رداء الرحمۃ لحضرہٖ
یا قومنا قد رغب عنا محمد ھو رغب فی الخلدالنعیم وحورہٖ
یارھبرؔ اصبر علیٰ موت قائد واسجد لباق کاتب تقدیرہٖ

فکرت فی تاریخہٖ اذاً اعلن
فی الخلد ملک معلن بنفیرہٖ



یاذا الکرامة والنسب یاذا الفضائل والرتب
فی الخلوة والجلوة یا سیدی احمد رضا

سندالحرب سیف القلم استاذ علماء العجم
غواص بحرالرحمة یا سیدی احمد رضا

من مجدد من عالم من ممجد من خاتم
من ناظم السنیة یا سیدی احمد رضا

من حافظ من کامل من مفتی من باذل
من فاضل الشرقیة یا سیدی احمد رضا

من شاعر من زاهد من مفکر من راشد
من قائد الحریة یا سیدی احمد رضا

قد کنت سیف الهند فی قلب نجد الضلالة
فمحوت اثر الردّة یا سیدی احمد رضا

اکرم علیّ منّةً انظر الیّ تارةً
لو مرةً فی الرؤیة یا سیدی احمد رضا

خطباتک مشهورة اقوالک مامورة
معروفة فی البریّة یا سیدی احمد رضا

فرضاء رب البریة ورضاء ختم النبوة
لک یا رضیّ الجماعة یا سیدی احمد رضا

☆☆☆

امام احمد رضا نمبر "المیزان" بمبئی

من امام اهل سنة یا سیدی احمد رضا

من همام للجمعیةِ یا سیدی احمد رضا

لاریب انک قدوتی یا سیدی احمد رضا

لاشک انک عروتی یا سیدی احمد رضا

اشرقت دین محمد احییتَ سنة احمد

زیّنتَ سُبل الشریعة یا سیدی احمد رضا

قد کنت مصباح الظلم للکفر حسام الحرم

ذالدّولة الملیة یا سیدی احمد رضا

یاصاحب الامن والعلیٰ من جودِ دفّاعِ البلا

لطریقة السنّیة یا سیدی احمد رضا

لمن الخطایا النبویة لمن الفتاویٰ الرضویة

لک یافقیه الامة یا سیدی احمد رضا

من کان عبدالمصطفیٰ من کان خلف المرتضیٰ

من نائب الغوثیة یا سیدی احمد رضا

من شمسنا فی الظلمة من بدرنا فی اللیلة

انت سراج الامة یا سیدی احمد رضا

فارسی ترجمہ

اے سنیت را پیشوا یا سیدی احمد رضا
سالارِ قافلۂ صفا یا سیدی احمد رضا
لاریب بودی رہنما یا سیدی احمد رضا
ذاتت وسیلہ تا خدا یا سیدی احمد رضا

اے دینِ حق را روشنی اے سنتاں را زندگی
تزئین شرعِ مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا
اے شمع نار کیفیٔ غم بر کفر شمشیر حرم
صد مرحبا صد مرحبا یا سیدی احمد رضا

الدولۃ الملیۃ تصنیف تو تالیف تو
در شہر مکہ معظمہ یا سیدی احمد رضا
جودِ شہِ خیرالانام اے اہل سنت را امام
اے صاحب الامن والعلیٰ یا سیدی احمد رضا

ترا العطایا النبویۃ کجا؟ در فتاویٰ الرضویہ
اے حامل فقہ و عطا یا سیدی احمد رضا
نامِ تو عبدالمصطفیٰ اے سایۂ شیر خدا
توئی نائبِ غوث الوریٰ یا سیدی احمد رضا

☆☆☆

مرثیۂ مولانا الحاج نعیم اللہ خاں علیہ الرحمۃ مہتمم جامعہ حبیبیہ الہ آباد

(مطبوعة استقامت)

يا راضيا بالله حين قضائه — نم كالعروس بمنه ورضائه

كان نعيم الله اسمك عاليا — فاخذت دار النعم من نعمائه

كنت حبيباً لحبيب رحمان صادقاً — ومتابعا احمد رضا و رضائه

كنت جليلا جاهدا بطريقك — ماخفت قط بصيفه وشتائه

كنا غدا نتحدث ونشاور — كانت تعد الناس من جلسائه

واليوم تبكى العين وتتضرع — مغمومة افئدة رفقائه

كان يهبُّ شميم جنته به — ونسيم كانا حافظى لحذائه

حبى رفيقى يا شميم القادرى — خذ ثمّ خذ صبرا عقيب فنائه

يأيها المقبول ما صار حالك — اصبر علىٰ من نام تحت ثرائه

الرحمة نزلت عليه وقبره — كرم الكريم احاطهٗ بمراده

يا رهبرؔ اصبر وقل لخلائق

ان البقاء لباقى ببقائه

☆☆☆

للمجلة "سنی" ھی تطبع من لکناؤ

نظرت مجلة "السنّی" حیائی هی بلغت إلىٰ افق العلاء

عليها رحمة الباری تنزل عليها نور ربی عن سمائی

عرفنا اثر عنها والنبی وجدنا طيب دين فی الهواء

كشفت المعضلات عن العوام نجی العلماء عنها من البلاء

فجلت السنن منها مثل شمسی تجلت عنها ظلمات السماء

وقد اغلبت دين النجد حتی رأينا سواء هم مثل الهباء

وقد اعطيت كرما من كريم لغرتَ النصر من رب السماء

وانت تطبع ابن بفضله لانا ماقنطنا من الرجاء

وان يهجوک اعداء الزمان فما تركوا الالٰه من الهجاء

وقد اعطيت بشراً من رسول فانت مرضی اصل الرضاء

يقول رهبرؔ تهنية لک

تقبل منه يا نور الضياء

☆☆☆

الحمد لرب العالمين

يا مجرى البحور ويامخرج الدُرر
يا موتى البصائر يا معطى النظر
ياموجد السماء و ياخالق البشر
يامبدع الدهور ويافالق الحجر
الحمد والثناء لک من عبادک
والمجد والعلاء لک مالک القدر
انت الذی بعثت ایساجیک
اعنی محمد العربی سیدالبشر
من فضلک تسیر صباء بوقتها
من کرمک یهبّ نسیم من السحر
یا عالم العیوب ویاکاشف الکروب
انت الذی تشاهد فی النوم والسحر
انت الذی خلقت نجوما کثیرة
زینت السماء من الشمس والقمر
رهبرؔ یقول عبدک اغفر ذنوبه
واجعل الٰهی فکره من انفس الفکر

☆☆☆

۹۲/۸۶ء

۱۹۸۲ء میں جب احقر حیدرآباد دکن میں تھا، اتفاقاً محترم حاجی محمد رمضان صاحب خدام خاص حضور برہان الملۃ مولانا برہان الحق دامت برکاتہم جبلپوری (جواب تنہا اس دنیا میں سیدی و مرشدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے خلفاء و تلامذہ میں رہ گئے ہیں) حضرت کے خاندانی شجرہ اور نسبی تاریخ جو زیر ترتیب ہے کے سلسلے میں یہاں آصفیہ لائبریری اور مکہ مسجد لائبریری عثمانیہ لائبریری وغیرہا میں مخطوطات و مکتوبات کی تلاش کو آئے، زمانۂ سابقہ میں حضرت کے اجداد میں سے تین شخصیتیں یہاں کی سلطنت عثمانیہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھیں، نورنظر عبید سلمہٗ کے ذریعہ ان سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ حضرت برہان الملۃ کے والد ماجد علامہ عبدالسلام صاحب جبلپوری علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد جب مرشدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جبلپور تشریف لائے تو تین چار شعر عربی زبان کے بطور مرثیہ ارشاد فرمائے تب سے اب تک میں نے اپنی بساط بھر تلاش و جستجو کی مگر کسی نے اسے مکمل نہ کیا احقر نے بنظر عقیدت دیکھا اور تکمیل کا وعدہ کرلیا، پھر جب حضور برہان الملۃ دامت برکاتہم نے یہ مرثیہ ملاحظہ فرمایا تو بے حد مسرور ہوئے اور دعاؤں سے نوازا جو احقر کے لئے بڑی نعمت ہیں۔ مولا تعالیٰ ان کا سایہ تادیر اہلسنت پر قائم رکھے آمین۔

قیل مات المولوی عبدالسلام　　قلتُ لا واللّٰہ حیٌّ بالدوام

ویحک یالائمی کُفَّ الملام　　کیف لا ابکی علیٰ موتِ العلام

کان فخراً للقیام والصیام　　اُسوۃُ احمد رضاخاں للانام

كان عزاً للخواص والعوام　　للعلوم والفنون والكلام
احشرهُ المولىٰ بأجداد الكرام　　خلّد اللّٰه له دارَ السلام
مات قبل الموت هو ففنائه　　ظهر بانّ له البقاء المستدام
قد فنیٰ فی الحق والصدق والرّضا　　فاستحق للولاية والكرام
غاص فی مجر الفنا حتی غرق　　اذ رأی بُرهان ربه فی المنام
مرحبا جاء ت بتاريخ الوصال　　سورة القدر من الملک العلام
رحم الله عليه مستزاد　　اذ تلوتُ آية الحق من سلام



☆

تقریرِ تو فرمانِ تو ظاہر کند بس شان تو
در خُلق وخلقت سرورا یاسیدی احمد رضا

خوشنودیٔ رب العلاء مرضیٔ محبوبِ خدا
با تو مسلسل باخدا یاسیدی احمد رضا

پس کن مدد شانِ سلف فرما رگ من برطرف
و زغم و ہم جرم و خطا یا سیدی احمد رضا

نہ قصیدہ گفتم سرو را نہ مدح نوشتم یاشہا
نذرِ عقیدت برملا یا سیدی احمد رضا

فرقت مرا غم آفریں روح ونظر اندوہ گیں
ایں حال در ہجرِ شما ، یاسیدی احمد رضا

اے جانِ ما اے شانِ ما اے کانِ ما احسانِ ما
اے برائے ما ظلِ ہما یاسیدی احمد رضا

عابد توئی زاہد توئی قائد توئی خالد توئی
محبوبِ محبوبِ خدا یاسیدی احمد رضا

رہبر غلامِ تو رضا یعنی مرید مصطفیٰ
لگ بابِ غوث و مرتضیٰ یا سیدی احمد رضا

☆☆☆

☆

خورشیدِ تاریکئ دل مہتاب شب از تو خجل

اے بدرِ اسلام و رضا یاسیدی احمد رضا

عالی نسب والا حسب بالا لقب فضل وادب

در باطن و ظاہر سوا یا سیدی احمد رضا

در بحرِ رحمت غوطہ زن شد ذاتِ تو فخرِ وطن

سند عرب شمشیر ما یا سیدی احمد رضا

بودی مجدد در زماں دانا سخی عالی نشاں

زینت دہِ راہِ ہُدیٰ یا سیدی احمد رضا

در حفظ وافتا کاملی در فضل و علم یکتا شدی

فخرِ علومِ ایشیا یاسیدی احمد رضا

شاعر و لیکن زاہدی فکر رسیدہ یافتی

اے قومِ حُر را مقتدیٰ یاسیدی احمد رضا

بر نجدیاں شش گیر شد کلکِ شما شمشیر شد

درقلبِ رِدّت دائما یا سیدی احمد رضا

امیدوار عیدام در انتظار دیدم

یکبار در خوابے شہا یا سیدی احمد رضا

☆☆☆

